بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان اعظم

فیلسوف اسلام خلیفۂ الٰہی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی حیرت انگیز زندگی کے متعلق

حکیم الامت علامہ ہندی آیۃ اللہ سید احمد صاحب قبلہ کے ۲۹۳ نکات

پیشکش

جناب سلیم رضا زیدی (مقیم حال شارجہ)

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

سینیۂ حضرت غفران مآب علیہ الرحمۃ چوک، لکھنؤ -

یو۔ پی۔ انڈیا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : انسان اعظم

تصنیف : حکیم الامت آیۃ اللہ سید احمد صاحب قبلہ

ناشر : نور ہدایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ

سرورق : ایڈورٹائزرس انڈیا، لکھنؤ

کمپوزنگ : آئیڈیل کمپیوٹرس پوائنٹ، پاٹا نالہ لکھنؤ (9935025599)

پروف ریڈنگ : م۔ر۔عابد

طباعت : نکر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سنٹر، لکھنؤ

تعداد : ایک ہزار

سنہ طباعت : دسمبر ۲۰۰۶ء

قیمت : 100/-

فہرست

عناوین		صفحہ

www.kitabmart.in

سخنان

خدا کا شکر ہے کہ حکیم الامت علامۂ ہندی آیۃ اللہ سید احمد نقوی (ابن سید العلماء آیۃ اللہ سید محمد اہیم فردوس مکان ابن ممتاز العلماء فخر المدرسین آیۃ اللہ سید محمد تقی جنت مآبؒ ابن قبلہ وکعبہ سید العلماء آیۃ اللہ سید حسین علیین مکان (میرن صاحب) ابن مجدد الشریعۃ محی الملۃ آیۃ اللہ سید دلدار علی غفران مآبؒ) کی تصنیف منیف ''انسان اعظم'' طبع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب پہلی بار علامہ سید مجتبیٰ حسن کاموںپوری کے تبصرہ کے ساتھ شوال ۱۳۵۸ھ میں دار التبلیغ لکھنؤ نے سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ، لکھنؤ سے شائع کی تھی۔ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ کچھ ہی دنوں میں پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا۔ گھریلو کتب خانوں بلکہ بڑی لائبریریوں کے آہستہ آہستہ خاتمہ کی وجہ سے دیگر علماء وفقہاء اور محققین ومصنفین کے مطبوعات ومخطوطات کی طرح اس کے بھی زیادہ نسخے ضائع ہوگئے اب شاید ہی چند بڑے کتب خانوں میں اس کے نسخے موجود ہوں، تصنیف اپنے نہج کی اکیلی اور بے حد قیمتی ہے لہٰذا مؤسسہ نور ہدایت نے اشاعت کا فیصلہ لیا حسن اتفاق کہ مالی مشکل بھی جناب کرار حسین زیدی صاحب کے توسط سے مخیر ملت جناب سلیم رضا زیدی صاحب مقیم بہ حال شارجہ نے حل فرمادی ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کتاب کی طباعت میں کافی تاخیر ہوئی اور اس کی وجہ کتاب کی پروف ریڈنگ اور کتاب کے مآخذ کی تلاش اور یہ تحقیقی کام محقق یگانہ، ادیب باکمال سید محمد رضا عابد (م۔ر۔عابد) زید پوری نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

یہ کتاب جہاں ایک طرف امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی سوانح حیات ہے وہیں انسان اعظم علی مرتضیٰؑ کے متعلق اقوام عالم کے محققین ودانشمند حضرات کے افکار وآراء کا مجموعہ بھی ہے، یہ تصنیف جہاں اہالیٔ اقلام واوراق کے لئے گلشن تحقیق ہے وہیں اہل زبان یعنی ذاکرین وخطباء کے لئے دفتر افکار بھی ہے الغرض مولائے کائنات کی حیات وصفات کے سلسلے کا ایک ایسا نادر

الوجود جریدہ ہے جو فیلسوف اسلام خلیفۂ الٰہی امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی حیرت انگیز زندگی کے متعلق علامۂ ہندی کے ۲۹۳ نکات پر مشتمل ہے۔

امید ہے کہ مومنین زیادہ سے زیادہ اس کتاب سے مستفید ہوں گے اور دوسروں کو بھی استفادہ کے لئے آمادہ فرمائیں گے ادارہ معاون خصوصی کی صحت وسلامتی نیز توفیقات میں مزید اضافہ کے لئے دعا گو ہے اور مومنین سے گزارش ہے کہ تمام مرحومین کے لئے خصوصاً جناب سلیم رضا زیدی صاحب کے مرحوم بزرگوں کے لئے فاتحہ خوانی کو فراموش نہ فرمائیں۔

سید مصطفی حسین نقوی اسیفؔ جائسی

مدیر ماہنامہ ''شعاع عمل''

مؤسسۂ نور ہدایت حسینیہ غفران مآبؒ، لکھنؤ

۱۳؍رجب، ۱۴۲۷ھ

انسان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔انسان اعظم

م۔ر۔عابد

مہذب دنیا نے ۷+ ۷ عجائب گنائے ہیں۔ یہ سب انسان ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن خود انسان کیا کسی عجوبہ سے کم ہے؟ کمزوریوں کا یہ زوردار خمیر اور منحنی سا دکھائی دینے والا یہ بااقتدار جاندار کائنات کا سب سے بڑا عجوبہ ہے اور اپنے میں ایک، اکیلا اور نرالا۔ کوئی شک؟ جی! یہی تو ستم ظریفی ہے کہ خود اسے اس کا شعور نہیں:

دَوَائُکَ فِیهَا وَمَا تَشْعُرُ وَدَائُکَ مِنْکَ وَلَا تُبْصِرُ

وَاَنْتَ الْکِتَابُ الْمُبِینُ الَّذِیْ بِاَحْرُفِهٖ یَظْهَرُ الْمُضْمَرُ

وَتَزْعَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ وَفِیْکَ انْطَوَیٰ الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

امیرالمومنینؑ [۱]

[(انسان سے مخاطب ہو کر) تیری دوا تجھ میں ہے لیکن تجھے شعور نہیں، تیرا مرض تجھ سے ہے جس کی تجھے سوجھ بوجھ نہیں، تو خود کتاب مبین ہے جس کے حرف سے پوشیدہ کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اپنے آپ کو چھوٹا سا جسم (پنڈا/Body) خیال کرتا ہے حالانکہ تجھ میں ایک بڑا عالم سمایا ہے۔]

شعور بھی کیسے ہو! انسان اپنے احساس سے کمزوریوں اور ناتوانیوں کا نمونہ ہے۔ قد کا بونا ہے۔ چیل کی آنکھ سے آنکھ چرائے، بظاہر بینائی کا کمزور یہ انسان ذرا سر جھکائے تو سہی، آنکھ بند کرے تو بھلا، پھر اس کی بینش و بصیرت (تیسری آنکھ، چھٹی حس) کو للکارنے والا دور دور تک نظر

---

[۱] بحوالہ حاشیہ قرآن مجید مترجم از مقبول احمد، ص ۳

نہیں آتا۔ یہ بند لفافہ دیکھ کر مضمون بھانپ لیتا ہے، بین السطور پڑھ لیتا ہے۔ یہ شہود کے ساتھ غیب کو بھی دیکھ پرکھ لیتا ہے۔ شاہد امکاں کو محبوب بنانے والا وجوب وغیب پر ایمان لے آتا ہے۔ یہ سوجھ بوجھ والا ہے، تجریدی فن (Abstract Art) کا تخلیق کار جو ٹھہرا۔

اس کا سامعہ محدود ہے تو کیا ہوا، ریڈیائی موجوں پر تصرف اس کی چٹکی کا کھیل ہے۔ وہ آوازیں جو سن نہیں پاتا، ان (مابعد الصوتی Ultrasonic لہروں) کو تو یہ اپنی مرضی پر چلاتا ہے۔ (انہی کو وہ ان چھپی چیزوں کے بھی دیکھنے کے کام میں لاتا ہے جو یا تو دیکھی نہیں جاسکتیں یا انھیں دیکھنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے۔) ان ہی سے اپنے مرض کو بھی پہچان لیتا ہے۔ صوت و بصر (Audio Video) کی دنیا میں تو یہ ایک تہلکہ مچائے ہوئے ہے۔

انسان کی قوت شامہ (سونگھنے کی صلاحیت، حس) کتے اور گینڈے پر رشک کھائے ہوئے ہے، لیکن یہ تو جہان نکہت سے بھی آگے کی دنیا سونگھتا پھرتا ہے۔

چوہے، بلی تک کی لامسہ (چھونے کی حس) سے شرماتے اپنے احساس لمس کو درکنار کر یہ انسان گہرائیوں اور اونچائیوں کو چھو آتا ہے، خلا (Space) کی خبر رکھتا ہے۔ عشق میں اندھا، حسینوں کے لمس کی آرزو میں جان دینے کو حاصل حیات سمجھنے والا انسان کس دھن میں مست ہے ۔

پس مردن بنائے جائیں گے ساغر مری گل کے
لب جان بخش کے بوسے ملیں گے خاک میں مل کے

اپنے کو ملیا میٹ کرنے پر تلا یہ بھدی صورت والا خاک کا پتلا، حسن و جمال کے لمس کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس کی زبان کی تو بات ہی کیا ۔ سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے
یہ اپنی بانی سے جہاں بانی کا کام لینا جانتا ہے۔ یہ اپنی زبان ذرا تر کرے تو 'تر زبانی' کا معجزہ دیکھتے بنے ۔ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اور نرم کرلے تو بڑے بڑے پتھر دلوں کو پگھلا دے، گرم کرے تو دنیا کو جہنم بنا دے۔ ساتھ ہی اس کی مٹھاس گھولنے پر آئے تو اس کی شیریں زبانی سے دنیا نرم ہو جائے۔ پھر تلخی پر مائل کر دے تو وہ کڑواہٹ پیدا کردے جو ابد کی خبر لے لے۔

ذائقہ اس کی کمزوری سہی، پر اسی کمزوری سے اس نے پر تکلف دستر خوان بچھا دیئے اور اس پر طرح طرح کی لذتیں سجا دیں کہ صرف انواع واقسام دیکھے 'سب انگلیاں دانتوں میں دبا لیں' اور چکھیں تو انگلیاں چاٹتے رہ جائیں۔ ذائقہ کا یہ کمزور ذوق سے توتوانا اور مذاق کا سلطان ہے۔

ساتھ ہی زبان بند بھی کرے تو ؎ پر مدح خموشی بھی سنائی نہیں جاتی

پھر تو اس کے استغنا کا عالم نہ پوچھئے ؎

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری

خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری

خاموشی سے گفتگو کرنے والا، بے زبانی کا یہ سحر بیان واقعی کمزوریوں کا مجموعۂ قدرت ہے۔ یہ شرف کا عجوبۂ خلقت ہے۔ عجیب کرامت فطرت ہے۔ شمس وقمر کیا! کائنات کی طاقتیں اس کے کمزور ہاتھوں کے زیر تسخیر آنے کو بے تاب۔ تبھی تو کبھی کبھی یہ اپنا دامن تر کرنے کا بھی تجربہ کرتا ہے۔ مگر ؎

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو

دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

کروبیان کا جہانِ قدس اس کی فسادی (رنگین، خونیں) خاصیت سے آگاہ ہونے کے باوصف اور اسی وجہ سے اس کی خلافت ارضی کے الٰہی منصب پر انگلی اٹھانے کے باوجود، اور تو اور بارگاہ ذوالجلال تعہ میں اپنی دعویداری پیش کر اپنا مقدمہ ہارنے (سرے سے خارج Dismiss ہو جانے) کے بعد بھی، پتہ نہیں مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (جو تم نہیں جانتے) سے کیا سمجھ کر، پانی اور گیلی مٹی کے اس روحانی مرکب (Compound) کو سجدہ کرلینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اور یہ بے چارہ

نادانی میں مست انسان فرشتہ خصلتی کو اپنی معراج سمجھے بیٹھا ہے۔ اسے احساس نہیں کہ وہ خود معصوم پیشانیوں کا (معبود حقیقی کے بعد) پہلا اور آخری مسجود ہے۔ اپنی فطری شان بھولا پڑا ہے۔ حسن خود بیں کے ناز کا پہلا اور (علم و یقین میں اب تک کا) آخری پیمانہ ہے جسے قدرت کے قلم تخلیق نے بڑے پیار سے شاہکار کے روپ میں ڈھالا، اور پھر جیسے اپنے قلم کو توڑ دیا ہو۔ (اختیار سے نوازا ہوا یہ شاہکار اپنے مقصد خلقت کو سمجھ کر بے اختیارانہ سر نیاز خم کئے تھا اور فنکار اپنے کمال پر، اپنی انشا حسب منشا ڈھل جانے اور مقصد کا پھل آنے پر خود اپنا ہی قصیدہ کہنے میں مگن۔ عجب تخلیہ راز و نیاز تھا۔)

اب تو ظاہر ہو گیا ہوگا کہ انسان عظمتوں کی ترکیب، شرافتوں کی تہذیب اور کمالات کی تدوین کا نام ہے۔ کچھ ایسی ہی فکر تھی کہ اب سے کوئی ستر سال پہلے جب ایک فاضل اہل قلم نے امیر المومنینؑ کے سوانح و آثار کو ایک خاص و منفرد انداز میں پیش کیا تو اسے 'انسان اعظم' کا عنوان دیا۔ یہ بڑا معنی خیز عنوان ہے۔ انسانِ اعظم (The Greatest Human) کے ساتھ انسان۔ اعظم (Human – The Greatest) بھی یکساں معنویت کا حامل ہے۔

'انسان اعظم' کے مولف علامہ ہندی[1] کے لقب سے مشہور مولانا سید احمد نقوی (ولادت: ۱۸/ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ جمعہ مطابق ۱۳/دسمبر ۱۸۷۸ء وفات: ۲۰/شعبان ۱۳۶۶ھ پنجشنبہ مطابق ۱۰/جولائی ۱۹۴۷ء) ہیں جو فاضل دہر، فیلسوف زمانہ، یگانۂ علم و آگہی اور نگینہ دانشوری تھے۔ وہ ایک دور بیں رہبر قوم و ملت، عاقبت اندیش مدبر اور خیر انداز مفکر تھے۔ جہاں وہ علم و قلم کے سورما تھے، وہیں عزم و قدم کے لاجواب مجتہد بھی تھے۔ ساتھ ہی تعلیم و تعلم کے سر برآوردہ مقتدا تھے۔ وہ طب و طبابت کے معتبر ستون تھے تو سائنسی علوم کے منفرد فاضل و مؤید بھی تھے۔ اُدھر سیاسیات و قومیات میں بین الاقوامی سطح کے قائد و رہنما تھے۔

---

[۱] یہ لقب خود ان کے استاد مرجع علام آیۃ اللہ العظمیٰ ملا محمد کاظم خراسانی (م ۱۳۲۹ھ) نے عطا فرمایا تھا۔

علامہ ہندی لکھنؤ کے اس نمایاں جائسی الاصل خانوادہ کے بڑے نمودار رکن تھے جو 'خاندان اجتہاد'، کے نام سے مشہور و معروف، مرجع علم و کمال اور مرکز عقیدت و احترام رہا ہے۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت غفران مآبؒ، مولانا سید علی المعروف بہ دلدار علی نقوی (۱۱۶۶ھ/ ۱۷۵۲-۵۳ء — ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء) ہیں جو برصغیر ہند کے اولین مجتہد تھے۔ وہ اپنے علمی کمالات، فقہی تحقیقات اور قلمی مجاہدات سے منفرد و روشن تاریخی ہستی بلکہ نابغۂ روزگار تھے۔ دینی تبلیغ و ترویج اور قومی شیرازہ بندی کی حکیمانہ و قائدانہ کاوشوں سے وہ 'مجدد دین' 'محیی الشریعت' اور 'قائد ملتِ جعفریہ' جیسے القاب کے غیر متنازع حقدار ہیں۔ ان سے علامہ ہندی تک کا سلسلہ نہ صرف شرافت نسب بلکہ شرف علم سے بھی ممتاز ہے ؎

پانچویں پشت تھی یہ علم کی سلطانی میں
پانچویں پشت تھی حکمت میں سخندانی میں
پانچویں پشت تھی قرطاس کی تابانی میں
پانچویں پشت قیادت کی درخشانی میں

(میر انیسؔ[۱] سے معذرت کے ساتھ)

غفران مآب کے سب سے چھوٹے بیٹے لیکن علمی حیثیت سے بڑے جلیل القدر سید العلماء[۲] مولانا سید حسین علیین مکانؒ (۱۲۱۱ھ/ ۱۷۹۲ء — ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء) جیسے فخر روزگار صدر نشین علم و تعلم مجتہد علامہ موصوف کے پردادا ہیں۔ ان ہی کی ایماء اور ان کے بڑے بھائی سلطان العلماء سید محمد

---

[۱] یہ بھی اتفاق ہے کہ میر انیسؔ کی وفات کے پانچویں سال ہی علامہ ہندی کی ولادت ہوئی۔

[۲] سید العلماء وغیرہ جیسے مذکورہ القاب نما خطابات نہ تو بقلم خود ہیں، نہ 'خوشامدی' عوامی تحفہ یا راقم کے اختراع ہیں بلکہ یہ سب شاہی خطابات ہیں جو اودھ کے مختلف حکمرانوں (علم و ادب کے باذوق سرپرستوں) نے دیئے تھے۔ یہ متعلقہ شخصیتوں کی قامت پر بالکل ٹھیک اترے۔ اسی طرح 'غفراں مآبؒ' وغیرہ 'بعد وفات' شاہی خطاب ہیں جن میں بظاہر شخصی رعایت سے زیادہ دعائیہ عنصر غالب ہے۔

رضوان مآبؒ کی فرمائش پر امجد علی شاہ اودھ (عہد: ۱۲۵۸ھ/ ۱۸۴۲ء ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء) نے علوم دینیہ کا عالی شان مدرسہ سلطانی [۱] قائم کیا تھا۔ ان کی وفات پر غالبؔ نے مرثیہ لکھا اور تاریخ کہی ہے

نماند وماندے اگر بودے چند سال دگر
غم حسین علیؑ سالِ ماتمش بودے
۱۲۷۳ھ

ممتاز العلماء مولانا سید تقی جنت مآبؒ (۱۲۳۴ھ/ ۱۸۰۹ء ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء) جیسے فاضل استاد وفقیہ اور باہر وماہر تعلیم موصوف کے جد امجد ہیں۔ سید العلماء (ثانی) مولانا سید محمد ابراہیم فردوس مکان (۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء) جیسے ذی شرف قائد ملت ان کے والد ہیں۔ موخر الذکر کے قومی کارناموں میں آصفی امامباڑہ اور ٹیلے والی مسجد کی واگزاری بھی ہے۔ ان مقدس تاریخی عمارتوں پر ۱۸۵۷ء کے انقلابی ہنگام کے پاداش میں (دوسری تاریخی پاک عمارتوں جیسے سرفراز الدولہ حسن رضا خاں اور آغا اسمٰعیل خان کے امام باڑوں [۲] کی طرح منہدم نہ کر کے) انگریزوں نے انھیں اپنے ناپاک مقاصد میں استعمال کی خاطر ان پر قبضہ کر رکھا تھا۔ مولانا سید ابراہیم کی تاریخ وفات ہے حیف رحلت نمود رہبر دیں
۱۳۰۷ھ

یونسؔ زیدپوری

---

[۱] یہ مدرسہ بھی سلطنت اودھ کے انتزاع کا ساتھی ہو کر تنگ نظری کی انگریز سیاست کا شکار ہو چکا تھا۔ بعد میں علامہ ہندی کے پھوپھا مولانا سید ابوالحسن رضوی کشمیری (ابو صاحب) (۱۲۶۰ھ/ ۱۸۴۴ء ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۴ء) کی سرپرستی میں مدرسہ سلطان المدارس کے نام سے اپنے نشاۃ ثانیہ میں ظاہر ہوا۔ مولانا موصوف کے تعلیمی مذاق کا مظہر مدرسہ ناظمیہ بھی ہیں۔ مدرسۂ ایمانیہ جسے ملاذ العلماء سید ابوالحسن نقوی ابن ملک العلماء نے ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲-۳ء کے قریب قائم کیا افسوس کہ جلد ہی اپنا وجود کھو بیٹھا۔

[۲] آغا اسمٰعیل خاں کا امام باڑہ ان کے چچا آغا باقر کے نام سے مشہور ہو گیا جن کی نگرانی میں یہ بنا تھا۔ اس کی اصل عمارت تو منہدم کر دی گئی تھی۔ بہت بعد اس کی زمین کی واگزاری ہو سکی۔ (م۔ر۔عابد)

انسان اعظم کے فاضل مولف کی بسم اللہ خوانی تحت قبہ ہوئی تھی۔ اسی برکت سے پھر علم کے میدان میں انھوں نے کبھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ ہندوعراق کے افاضل کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا۔ شروع ہی سے اپنی اکتسابی صلاحیتوں کے نقش چھوڑے۔ اپنے اساتذہ، عراق اورمراجع کرام سے علامۂ ہندی اور فخر العلماء خطاب حاصل کئے۔

قلم سے موروثی آشنائی تھی ہی، صفحات کے صفحات علم وفکر سے رنگ دیئے۔ درس خارج کی شرکت کے زمانہ میں ہی مَدَارِجُ الْوُصُوْلِ شَرْحُ مَعَارِجِ الْاُصُوْلِ، شَرْحُ زُبْدَةِ الْاُصُوْلِ (دونوں عربی میں) اور ذکر جمیل (اردو میں شرح اوراد ووظائف) تحریر کرڈالیں۔ افسوس یہ کتابیں پہلی عالمی جنگ کے ہنگامی انتشار کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ لیکن زور قلم ہار ماننا تو جانتا ہی نہیں۔ بے شمار علمی شاہکار قلم ان کے نام ہیں۔ علم کلام (اصول وعقائد کے عقلی استدلالی مطالعہ کا علم میں) حِمَائِتُ الْاِسْلَامُ (۲ جلدیں) اور جدید فلسفہ کی رو سے فَلْسَفَةُ الْاِسْلَامِ کی اٹھارہ وقیع جلدیں تصنیف کیں۔ اس کی صرف ۲ جلدیں (کیمسٹری/Chemistry علم کیمیا اور علم ہیئت/ اسٹرونامی Astronomy سے متعلق) زیور طبع سے آراستہ ہو پائیں۔ ان کی زندگی میں شائع ہونے والے ایک سوانحی خاکہ میں ان کی تصانیف کی تعداد قریب دوسو بتائی گئی ہے۔[۱] یہ تعداد ان بے شمار مضامین اور مقالوں کے علاوہ ہے جو وقتاً فوقتاً زیب قرطاس ہوتے رہے اور اکثر جرائد میں اشاعت پذیر ہوتے رہے۔ ان کے کچھ قلمی نقوش یہ ہیں:

عربی: (۱) بَسط الْمَقَالِ فِی أَسْمَاءِ الرِّجَالِ (رجال) (۲) وَرَثَةُ الْاَنبِیَاءِ (۳) جَوَازُ تَجَزِّیْ فِی الْاِجْتِهَادِ (استدلالی) (۴) كِفَايَةُ السَّائِلِيْنَ (استدلالی) (۵) رِسَالَةٌ سَاعَتِيَّةٌ (صرف) (۶) اِنْشَاءُ عَجَبِ الْعَجَائِبِ (ادب) (۷) دِرَايَةُ الْحَدِيْثِ (حدیث) (۸) عِمَادُ الدِّيْنِ (فقہ، عربی فارسی مخلوط)

---

[۱] تذکرۃ المشاہیر۔ مختصر حالات زندگی مشمولہ ’اسلامی دنیا‘ بدایوں۔ بابت: مارچ۔ مئی ۱۹۴۱ء ص ۱۰ تا ۱۵

فارسی: رِیَاضُ الْعِبَادِ (فقه) (۲) اَزْهَارُ الْهُدٰی روبرو اَسْرَارُ الْهُدٰی (۳) اِثْبَاتِ حَقّ (رد نصاریٰ) (۴) دورۂ اول (ج ۱ و ۷ مطبوعه) (۵) اَلْمَسِیْحِیَّةُ وَالْاِسْلَامُ (مطبوعه) (۶) نظر فلسفیانه در معراج۔

اردو: (۱) حل مسئله مشکله (۲) الشَّفِیْعُ وَالصَّرْفُ (۳) سَیْرِ فَلَکِی یا معراج (۴) انسان کامل (سوانح رسول مقبولؐ)

مصنف موصوف نے کئی زبانوں میں لکھا، بہت لکھا اور بے تحاشہ لکھا۔ ان کا قلم منقولات سے زیادہ معقولات میں رواں تھا۔ اردو کے دینی ادب میں بھی بڑا قابل قدر اضافہ کیا۔ ان کے چند مضامین اور ایک آدھ کتاب سے زیادہ نظر نوازی کا شرف نہ مل سکا۔ اسی کو نمونہ سمجھ کر اگر کچھ نتیجہ نکالا جائے تو وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کا خطاب جذبات سے زیادہ فکر سے رہا۔ وہ کئی جہت سے فکری انقلاب کے نقیب ہیں۔

علم و تعلیم کے میدان میں ان کی فکری انقلاب آفرینی ثبت ہے۔ اس وقت جب مسلمان اپنی سائنسی خدمات اور تاریخ ساز کارناموں تک کو فراموشی کے بے کتبہ مقبروں میں دفن کر مست ہو چکے تھے۔ ان ہی کے آثار کی مستحکم بنیادوں پر یوروپ علمی وسائنسی ترقیوں کی عالی شان عمارتیں بناتے چلے جا رہے تھے اور مسلمان یوروپ کو 'ولایت' سمجھے اور اس کے سامراج کے زیرنگیں رہنے کو دینی فریضہ تو سمجھے بیٹھے تھے لیکن جدید علوم کی طرف نظر اٹھانے کو حرام سمجھے ہوئے تھے۔ یوں یونان کے بوسیدہ وشکستہ فلسفی و منطقی آثار کے مرثیہ کو اپنا تعلیمی وظیفہ بنا کر اپنے علمی مذاق کے نمود کو کب کا سلا چکے تھے۔ ایسے تاریک ترین دور میں ایک مشرقی تہذیب کے مرکز لکھنؤ کے ممتاز ونمایاں دینی خانوادے میں نشوونما پانے والے اور خالص مشرقی روایتی انداز سے اعلیٰ فقہی تعلیم حاصل کرنے والے علامہ موصوف نے سائنس اور دیگر جدید علوم کی تحصیل اور ان کی پرزور تائید بھی کی۔ (اس طرح عصری علوم کے حوالہ سے اپنی قوم کی علمی فاقہ مستی کو للکارا۔) اپنے تبلیغی مشن میں بھی (زبان وقلم سے) ان سے استفادہ اور ان کا بامقصد استعمال بھی کیا۔ یہ بذات خود بہت بڑا

انقلابی قدم تھا جو ان ہی کا حصہ بن کر رہا گیا۔[۱]

طباعت واشاعت کی اہم عصری ضرورت محسوس کر انھوں نے 'دارالتبلیغ' کے نام سے ایک ادارہ کی بنا کی۔ اس کے ذریعہ اہم وقیع کتابیں اور کتابچے شائع ہوئے۔ (حالانکہ علمی یعنی Academic حلقہ میں کتابچے ایک طرح کسرِ شان سمجھے جاتے ہیں لیکن ابلاغی رسائی اور عام پذیرائی میں یہ بہرحال کتابوں سے اشاعتی (تبلیغی) بازی مارلے جاتے ہیں۔)

تقریری تبلیغی حوالہ سے بھی ان کا نام بڑا بلند ونمایاں ہے۔ کئی کامیاب اور دوررس اثرات کے حامل مناظرے، مباحثے اور مذاکرے ان کے نام رہے۔

علامہ موصوف نہ صرف زبان وقلم کے سورما تھے بلکہ عزم وقدم کے بھی بڑے قدآور مجتہد ومقتدا تھے۔ 'انجمن یادگار علماء' قائم کر حب الوطنی اور یاد اسلاف کا ثبوت دیا۔ اگر یہ اقدام محض تنگ نظری اور بے جا خاندان پرستی پر مبنی ہوتا تو وہ یہیں تک محدود ہو کر رہ جاتے۔ لیکن Charity begins at home (خیر کی ابتدا وطن/گھر سے ہوتی ہے) کے مصداق یہ ان کی ابتداء تھی۔ ان کا میدان بڑا وسیع اور بین الاقوامی انسانی سطح کا تھا۔ خیر یہ اودھ کے نام سے عراق کے مجتہدین کرام اور عام مومنین کے لئے غازی الدین حیدر شاہ اودھ (عہد: ۱۲۲۹ھ/ ۱۸۱۴ء تا ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۷ء) کا قائم کیا ہوا وقف انگریزی انتظامیہ کے تحت اپنے مقصد سے اغوا کر لیا گیا تھا۔ اس کا صحیح مصرف

---

[۱] اپنی ناچیز رائے میں 'انسان اعظم' کے فاضل مولف کی بہتر یادگار اور مناسب ترین خراج عقیدت یہ ہوگی کہ سائنس کو اپنے علمی وتعلیمی وظیفہ میں جزو لازمی کے طور پر شامل کیا جائے۔ سائنس سے بیزاری خداشناسی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے جس کا پار کرنا ناممکن ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ یورپ میں کلیسا (چرچ) سے بڑی زور آزما اور دقت طلب ٹکر کے بعد ہی علم اور سائنس کی شمع کو روشن ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ بے چارہ پڑا کھسیانا کلیسا سائنس پر کفر، بے دینی اور خدادشمنی کا فتویٰ نہ لگاتا تو کیا کرتا۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمان کیوں اپنے یہاں کلیسا کے پرانے بت کو نصب کر کے سائنس کو دینی تعلیمی سماج اور قوم سے دیس نکالا کرنے کو قومی ودینی فریضہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ سائنسی حقیقتوں سے آگاہی کے بغیر 'لاولی الالباب' اور 'یتفکرون' والا قرآن اور معصومین کے حکیمانہ ارشادات کیا سمجھے جا سکتے ہیں؟ جناب امیرؑ کے وہ شعر جو ابتدائی سطروں میں مذکور ہوئے ہیں کیا یہ سائنس کے بغیر کوئی جادوئی، ہوائی یا افسانوی اور حقیقت سے دور تخیل کے نہ لگیں گے۔ (م۔ر۔عابد)

مستحق افراد تک پہنچانے کی خاطر انھوں نے وقت کے سب سے بڑے سامراج سے ٹکر لی۔ آخر انگریز سیاست نے غالباً ان کی زبان بندی یا تالیف قلب (لبھانے) کی غرض سے ان ہی کو اس کا تقسیم کار (Distributer of Oudh Baquest) بنا دیا۔ لیکن یہ منصبی رشوت ان کی حق نگر نظر کو متاثر نہ کر سکی۔ اختلاف کے مدنظر استعفا دیا جو منظور نہ ہوا۔ بالآخر پھر استعفا دے کر منظوری کا انتظار کئے بنا لکھنؤ چلے آئے۔

اسی طرح ایرانی چنگیوں کو روس اور برطانیہ کے حوالے کرنے کے شاہزادہ اسعد کے فیصلہ کے خلاف 'انجمن اعانت اسلام' قائم کر پرزور اجتماعی احتجاج کیا۔ امت مسلمہ کے مفاد میں ترکی حکومت سے بھی بڑی زبردست ٹکر لی۔

اسی عنوان سے رفاہ عامہ میں قحط کے زمانہ میں کوفہ سے بذریعہ ٹرام پانی منگوا کر نجف میں مفت تقسیم کا انتظام کیا اور جاڑے کے موسم میں آگ تاپنے کے لئے کوئلہ تقسیم کرایا۔ انھوں نے متعدد دینی وقومی انجمنیں قائم کیں اور پہلے سے قائم جماعتوں سے قائدانہ وابستگی رکھی۔

انھوں نے اپنے 'سائنس نواز' نظریہ سے ہی ۱۳۳۱ھ میں بڑے محنت ومشقت سے عراق میں 'مدرسہ ہندی جعفری حائری' کی بنیاد ڈالی۔ تین سو طلبہ ایک وقت میں زیر تعلیم ہوئے۔ نصاب میں معروف ورائج علوم دینیہ کے ساتھ جغرافیہ (Geography) حساب (Mathematics) ہیئت (Astronomy) اور تاریخ (History) جیسے مضامین شامل کئے۔ ساتھ ہی ترکی اور فرانسیسی زبانوں کو لازمی قرار دیا۔ ایک ترکی ماہر سے فوجی ٹریننگ کا بھی انتظام کیا۔ اپنے اس انقلابی کارنامہ کی سخت ترین مخالفت کو بڑے استقلال اور پامردی سے سر کیا۔ لیکن پہلی جنگ عظیم نے ان کے اس قابل تقلید انقلابی اقدام پر پانی پھیر دیا۔

علامہ ہندی کی حیات کا سرنامہ قلم ہے اور ان کے قلم کی سرخی یہ ہو سکتی ہے: صحافی رفتار سے چلنے والا ان کا قلم بے پناہ علمی وفکری بلندیوں کا ہمسفر رہا۔ انھوں نے اپنی قومی مشغولیات، دینی وتبلیغی مجاہدات اور طبی پیشہ ورانہ مصروفیات سے مطالعہ، غور وفکر اور معیاری تصنیف

وتالیف کے لئے اتنا وقت کیسے نکالا، عقل کے پاس اس کا جواب نہیں۔ یہ لطف و فضل ایزدی اور اعجاز علمی نہیں تو کیا تھا!

علامہ موصوف کا ایک قلمی شاہکار زیر نظر تالیف 'انسان اعظم' بھی ہے۔ یہ تالیف، جیسا کہ خود اہل نظر دیکھیں گے، اپنے میں انوکھی ہے۔ جہاں اس کے اجمال کا جمال، دانشوری کو دعوت نظارہ دے رہا ہے تو وہیں تدوین کا کمال نگاہ دیدہ وری کو خیرہ کر رہا ہے۔ تالیف کا ممدوح (مرکز ومحور) وہ انسان ہے جس کے فضائل وکمالات کا احاطہ کرنا جہانِ قرطاس وقلم کے بس کے باہر ہے (خدا کے رسولؐ کی قسم) اور جس کے حالات وخیالات وآثار پکار پکار کر کہہ رہے ہوں کہ

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے (شاید)

ایسی عظمت وشرف انسانیت کے سوانح وآثار کو اختصار کی پوری رعایت کے ساتھ پیش کرنا خود اپنے میں کمال ہے۔ خود فاضل اہل قلم کے لفظوں میں کہ

''مقصد ہمارا اس کتاب سے علیؑ کے حالات پر مختصر تبصرہ ہے۔ اس بحر محیط انسانیت کے چند واقعات تاریخی پر اختصار واجمال سے ایک فہرست لکھنا ہے۔''

اس طرح یہ کام تالیفی سے زیادہ اطلاعاتی اور 'اشارتی' ہے۔ تاریخ کے پھیلے ہوئے بے ہنگم سے جنگل سے (جہاں بالکل اصلی لگتے پھولوں کی بھرمار ہوتی ہے) مطلب کے واقعات منتخب کر تین سو کے قریب عنوانوں کو مناسب حکیمانہ نکتوں اور وقیع مبصرانہ رائے کے گلدستہ میں دیدہ زیب سلیقہ سے سجا دینا فاضل مولف کا ہی حصہ ہے۔ یوں (اہل قلم چاہے کہیں نہ کہیں، قلم تو کہنے لگے) کہ

خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

یہاں خوشہ چیں کی نگاہ میں ایک بات ضرور کھٹکتی ہوگی۔ فاضل مولف کی 'سائنس نوازی' سے ممدوحؑ کی حیات وآثار کے سائنسی پہلو پر زور دینے کی کچھ زیادہ ہی امید تھی۔ ممکن ہے انھیں ایسے مناسب تاریخی اقتباسات اور آرا نہ مل سکے ہوں جن کی اساس پر وہ سائنسی عنوان قائم کر سکتے۔ اس لئے کہ پوری تالیف میں اس کا خاص لحاظ نظر آتا ہے کہ انھوں نے تاریخی اقتباسات

اور آرا کو ہی بنیاد بنایا ہے۔ کہیں تو انھیں من وعن پیش کرنے پر اکتفا کی گئی، اور کہیں کہیں اپنے تبصرے بھی شامل کر دیئے ہیں۔ بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کی سائنسی تاریخ نے جناب امیر المومنینؑ کو عرب اور مسلمانوں میں علم وسائنس کا (اولین) سرپرست مانا ہے۔

زیر نظر تالیف ۱۳۲۸ھ/۱۹۳۹ء میں 'دار التبلیغ' لکھنؤ کے اہتمام سے سرفراز قومی پریس لکھنؤ میں طبع ہوکر شائع ہوئی تھی۔ امتداد زمانہ کے ہاتھوں یہ نادر پیش کش نایابی کی حد تک کمیاب ہوچکی تھی۔ 'نور وکتاب مبین' کے خالق ومالک کا شکر، اب نور ہدایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ اسے نئے اشاعتی پیراہن میں اور نئے اور دلفریب گٹ اَپ کے ساتھ پیش کر رہی ہے۔ اس پیش کش کے لئے فاؤنڈیشن کے سرپرست کی خصوصی قائدانہ نگرانی، رئیس موسسہ کی قابل قدر جدوجہد، مولانا حیدر علی مبلغ کی مخلصانہ تگ ودو اور تذہیب کی (پس پردہ) جلاکاری، یہ سب لائق ہزار تحسین وآفرین ہیں۔ امید ہے ارباب ذوق ونظر اس کی خاطر خواہ پذیرائی فرما کر اپنے کو (قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری/ موتی کی قدر شاہ جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے) کے مصداق جوہر شناس شاہ بنا دیں گے اور 'نور ہدایت' سی کان جواہر کی ہمت افزائی کریں گے تا کہ وہ اپنے 'کنز مخفی' کے دوسرے جواہر پارے بھی سامنے لا سکے اور کائنات جوہر شناسی اور جہاں نظر نوازی کو فرحت وناز کا زیادہ سامان فراہم کر سکے۔

آپ کو شاہ جوہر شناس مانتے ہوئے ناچیز بھی اپنے دل کی فریاد اور ذاتی عذر پیش کرتا چلے۔ واقعی میری ناقابل معافی ونامعقول سستی نے اس پیش کش کی نشاۃ ثانیہ میں بڑی تاخیر کر دی، اور اتنی کہ ایک دعائے رحمت امید کی پوری انشائی مدت پار کر آغوش اسیفؔ میں ظہور سے ہم کنار بھی ہوگئی اور بظاہر ظریف اسیفؔ کو واقعی ظریف بنا چکی۔ (اسیفؔ بھی بس نام کے اور محض تخلص کی حد تک اسیف ہیں، ورنہ بڑے شریف، لطیف، نظیف۔۔۔ ہیں۔ ہاں! کچھ دوسرے قافیوں سے بری ہیں۔ عمر ونظر سے قطعی نحیف وضعیف نہیں ہیں۔) اس درمیان کم ظرف راقم فکر ونظر کی اپنی

کوتاہی اور تساہلی سے اسیف ومتاسف رہا۔(افسوس اس کے حال پر) بات بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

قائد ملت کی تبصیر اور علامہ کا مونپوری کے تبصرہ کے پیش نظر اپنی کوتاہ نظری (اور آپ کی باصرہ خراشی) کا مقدمہ پیش کرنے کی 'دخل در معقولات' گستاخ جسارت کا خیال ہی اوسان خطا کررہا تھا۔کبھی سنا تھا:''حکم حاکم مرگ مفاجات''۔ یہاں حکم (اسیفؔ) رئیس (مؤسسہ) اپنے لئے۔۔۔۔مگرمرتا کیا نہ کرتا۔سوچا کہ،توتوم۔ر۔ع۔ ہے۔م۔ر۔ع۔اوراس روح فرسا وجانکاہ لفظ میں صرف چار حرف کا فاصلہ ہے۔(ہمارے تلفظ نے وہ فاصلہ بھی ختم کردیا ہے) اسے حکم قضا ہی سمجھ کر سہی، خندہ پیشانی سے قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی کہاں !! یہ منتشر فکروبصر اور نمونۂ بے ربطی وبے علمی حاضر ہے۔

اسیفؔ یوں تو ناچیز پر بڑے مہربان ہیں لیکن مدیر ومسئول کی نظروفکر بھی تو رکھتے ہیں۔ ان کے سخت اصرار اور شدت حکم کے پیچھے شاید یہ فکر کارفرما رہی ہوگی کہ حُسن نظر کی نشانیوں کے ساتھ کوئی قبح نظر کی کارستانی بھی ضرور ہو۔(ظلمت نہ ہوتو نور کی قدر کیا خاک ہو! کوئی قبیح چیز نہ ہوتو حسن اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنی شناسائی اور آشنائی سے محروم ہی رہے گا۔) خیر جو بھی ہو، اپنی رسوائی کا ایک اور سامان پیش ہے ؎

پھر وہیں جاتے ہیں پھر گو کہ نکالے جائیں
نہ کہیں کا بھی رکھا لذت رسوائی نے

یونسؔ زید پوری

(پہلے مصرع کو'ازراہ کرم' یوں پڑھیں ؎ پھر لکھا میں نے یہاں پھر گو کہ نکالا جائے)

امید ہے کہ ارباب نظر میری کوتاہیوں کو درگذر نہ فرمائیں گے بلکہ (کم ازکم مجھے ضرور) متنبہ فرمائیں گے، عین نوازش ہوگی۔ باصرہ خراشی کے اس طول کے لئے معافی چاہتا ہوں۔

طول تو ہو گیا قصور معاف ☆ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارْ

تاریخ اشاعت ثانیہ 'انسان اعظم' از علامہ ہندی

مصنفہ م۔ر۔عابد

دیکھئے 'نورہدایت' کی شعاعوں کا عمل دیکھئے ربِ جوادؑ وحق کے احساں کے محل
دیکھئے یہ مصطفیؐ کی محنتوں کا اچھا پھل دیکھیں حیدرؑ کی ریاضت' ہے کہاں اس کا بدل

اس میں تذہیبؑ نظر ہے، یاں زرافشانی بھی ہے
تذکرہ انسان اعظم کا ہے، تابانی بھی ہے

پھر ہوئی انسان اعظم کی اشاعت شان سے دلربا تالیف نکلی ہے حسیں عنوان سے
دعوت روح ونظر ہے فکر کے سامان سے نکتہ بینی کا تقاضا ہے ہر اک انسان سے

یادگاری یوں بزرگوں کی سجا ڈالی عجب
شاد ہوگی روح بھی علامہ ہندی کی عجب

کون ہے انسان اعظم؟ کس کی یوں روشن حیات؟ عظمتِ انسانیت وہ، افتخار کائنات
نازشِ فکرونظر وہ پیکر یزداں صفات حسن خودبیں کی تمنا، آرزوئے ممکنات

جاں کنی کے وقت کا تنہا سلونی کا خطیب
موت کے منبر پہ ہے 'فزت بربی' کا خطیب

ہاں وہی انسان اعظم، کامرانی کا نشاں زندگی کا سورما وہ موت جس سے ہاری ہاں
آپ بھی تو دیکھیں کچھ اس کے نقوش جاوداں نکتہ بینی کیجئے، یہ ہے تمنائے زماں

دیکھیں یہ ''نورہدایت'' کی درخشاں آگہی
۶ ۰ ۰ ۲ ء

سنہ ۱۴۲۷ھ

نکتے دیکھیں، واہ یہ **انسان اعظم** پھر چھپی

سنہ ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبصیر

قائد ملت حجۃ الاسلام مولانا سید کلب جواد نقوی صاحب قبلہ، امام جمعہ، لکھنؤ

آج کی دنیا میں انسان کی ترقیاں حیرت انگیز ہیں۔ ہر صبح ایک نئی ترقی لے کر آتی ہے اور ہر شام ایک نیا انکشاف منظر عام پر آتا ہے۔ ہر روز ایک نئے سامان رفاہ اور ہر شب ایک نئی آسائش کا اہتمام ہے۔ انسان کی سطح زندگی گام بہ گام وزینہ بہ زینہ بلند تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ علم وصنعت کی خارق العادۃ پیش رفت نے مادی آسائشوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ ولی باایں ہمہ انسان کی روح پیاسی ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہر بافہم پر روشن ہے کہ انسان جسم وروح کا مجموعہ ہے اور روح کو بھی باندازہ جسم سیراب ہونا چاہئے لیکن سائنسی ترقیوں کے ذریعہ مادی رفاہ کا سامان تو فراہم ہورہا ہے مگر روحانی سکون کا کوئی انتظام نہیں۔

خداوند عالم نے جہاں مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پورا نظام کائنات خلق فرمایا وہیں روحانی احتیاجات کو پورا کرنے کے لئے بھی مکمل انتظام فرمایا اور روحانی صفات وکمالات کے کامل ترین عملی نمونے بھیجے جس میں ایک بارز ترین نام نامی واسم گرامی مولای کائنات علی ابن ابی طالب - کا ہے۔ علیؑ ایک ایسے انسان اکمل واعظم کا نام ہے جس کے صفات حمیدہ اور ملکات فاضلہ کا مقائسہ عام انسانوں سے نہیں کیا جاسکتا۔ اگر تمام انسان مل کر ان کی حیرت انگیز سیرت کی پیروی کریں اور انسانیت کے اس مظہر کامل کو اپنے کردار عمل کی میزان قرار دیں اور کوشش کریں کہ ان کی سیرت کے نزدیک پہنچ سکیں، آدمیت اور انسانیت کی معنویت اور حقیقت کو اس شخصیت کے اندر تلاش کریں اور اپنی روح کو اس معنویت اور حقیقت سے مزین کرلیں تو بلا شبہ حیوانیت کے گڑھے سے نکل کر انسانیت کی اوج تک پہنچ سکیں گے، پاک دل اور پاک روح انسانوں کی صف میں آجائیں گے، قدسیوں اور ملائکہ کے ہم پلہ بن جائیں گے اور اس مقام تک پہنچ سکیں گے جہاں تک

پہنچنے کے لئے خداوند عالم نے انسانوں کو خلق فرمایا ہے اور تمام آسمانی کتب کو جس مقصد کے لئے نازل فرمایا ہے۔

انسان صورت کا نام نہیں بلکہ سیرت کا نام ہے۔انسان اس کو نہیں کہتے جو صرف صورت، شکل سے تو انسان ہو بلکہ انسان وہ ہے جس میں انسانی صفات و کمالات پائے جاتے ہوں۔اگر اس نقطۂ نظر سے سیرت امیر المومنینؑ پر نظر ڈالی جائے تو تمام انسانی کمالات بدرجہ اتم ذات علی ابن ابی طالب۔میں جمع نظر آئیں گے۔یہ صفات اس طرح سے جمع ہوئے کہ ذات علیؑ انسانیت کی کسوٹی اور محک بن گئی۔اب اگر کسی کی انسانیت کو پرکھنا ہو تو سیرت علیؑ کو سامنے رکھنا ہوگا۔انسانیت کا ہر کمال ذات علیؑ سے شروع ہوتا ہے اور ذات علیؑ ہی پر ختم ہو جاتا ہے۔

مولائے کائنات کے فضائل نفسانی اور کمالات روحانی حد و شمار سے باہر ہیں۔آپ کے علم، حلم، زہد، تقویٰ، ورع، صبر، تواضع، حسن خلق، عفو، انفاق، رأفت، شجاعت، سخاوت، عبادت، فداکاری و جانبازی وغیرہ میں سے اگر صرف کسی ایک صفت پر بھی کچھ تحقیق و جستجو کی جائے تو آخر میں اقرار کرنا پڑے گا

کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست
کہ تر کنم سر انگشت وصفحہ بشمارم

سب سے زیادہ جس چیز نے مورخوں اور دانشمندوں کو حیرت زدہ کیا ہے وہ سیرت علیؑ میں اجتماع اضداد ہے۔جن حضرات نے دنیا کی نامور ہستیوں کا مطالعہ کیا ہے اور دلیروں، جنگ آوروں، امیروں، سرداروں، بادشاہوں، حکمرانوں، دانشمندوں اور صاحبان علم کے اخلاق و اطوار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کسی مخصوص صفت کا حامل نظر آتا ہے۔دلیر و طاقتور لوگ عموماً ترش رو اور سخت دل ہوتے ہیں، حکمران و بادشاہ متکبر پائے گئے ہیں، جنگ آور اور رزم جو لوگ خونریز و بے رحم دیکھے گئے ہیں، علماء و دانشور طبقہ عام طور سے جنگ سے گھبرانے والا اور گوشہ نشین ہوتا ہے، رہبران اور لیڈران عموماً خود غرض اور خود خواہ ہوتے ہیں۔لیکن امیر المومنینؑ کی سیرت میں ظاہری حالات کے بدلنے سے ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔جو اخلاق و اطوار اس

وقت تھے جب ظاہری اقتدار سے محروم خانہ نشین تھے وہی اس وقت بھی تھے جب آدھی سے زیادہ دنیا کے ظاہری بادشاہ تھے۔ میدان جنگ میں جہاں دنیا کے سب سے بڑے بہادر اور تیغ زن تھے، دنیا کے بڑے بڑے بہادروں کا صرف نام علیؑ سے پتہ پانی ہوجاتا تھا وہاں دنیا کے ہر شخص سے زیادہ رقیق القلب اور نرم دل بھی تھے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جب کسی دشمن دین کا سامنا ہوتا تھا تو کردار میں پتھر کی سی صلابت پیدا ہوجاتی تھی اور کسی یتیم یا پریشان حال کا سامنا ہوتا تھا تو کردار میں شبنم کی سی لطافت پیدا ہوجاتی تھی۔ سخن مختصر یہ کہ کیونکہ مولیٰ علیؑ آیۃ کبرائے الٰہیہ ہیں لہٰذا اگر ان میں متضاد صفات جمع ہوگئیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

مذکورہ بالا چند سطور سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ علیؑ جیسی شخصیت کے بارے میں لکھنا کتنا مشکل کام ہے۔ لیکن اس مشکل وادی میں اپنے زمانہ کی نابغہ شخصیت آیۃ اللہ سید احمد نقوی المعروف بہ علامہ ہندی نے قدم رکھا اور ایک نایاب کتاب بنام ''انسان اعظم'' تحریر فرمائی۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں غیر شیعہ مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہاں بھی مولیٰ علیؑ کی شخصیت کا معجزہ سامنے آتا ہے کہ حکومتوں نے بھرپور کوشش کی کہ مولیٰ علیؑ کے فضائل دنیا کے سامنے نہ آنے پائیں لیکن خود مخالفین نے اپنی کتابوں میں اتنے فضائل تحریر کردیئے جو حق تک پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔ علامۂ ہندی اس شخصیت کا نام ہے جس نے علوم کے صحراؤں میں سفر کرکے فضائل علیؑ کے نخلستانوں تک رسائی حاصل کی اور کتابوں کے سمندروں میں غواصی کرکے فضائل مولیٰ میں موتیوں کے ڈھیر لگادیئے۔ موسسۂ نور ہدایت نے اس نادر و نایاب کتاب کو دوبارہ زیور طباعت سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے وہ قابل مبارکباد ہیں۔ انشاء اللہ یہ کتاب محبان حضرت علیؑ میں مقبولیت حاصل کرے گی۔

کلب جواد نقوی عفی عنہ

۱۵ر دسمبر ۲۰۰۶ء

تبصرہ

آیۃ اللہ علامہ دکتر سید مجتبیٰ حسن کاموںپوری طاب ثراہ

جب سے انسان نے عقل وہوش کی دنیا میں قدم رکھا اس کائنات کی کچھ چیزوں کو پسند کیا اور کچھ چیزوں کو ناپسند۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ نقد وتبصرہ کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جس قدر انسان کو قدامت حاصل ہے۔ نقد وتبصرہ نے طویل عمر بغیر کسی نظام کے گذاری۔ افلاطون وارسطو کے خیالات اس موضوع پر زیادہ منظم اور واضح ملتے ہیں، بلکہ ۳۰۰ سال قبل مسیح تک یونانیوں کے جس قدر خیالات اس سلسلہ میں ملتے ہیں وہ افلاطون وارسطو کے خیالات سے علاحدہ نہیں ہیں۔ اس لئے آسانی سے کہا جاسکتا ہے کہ افلاطون وارسطو نے نقد وتبصرہ کو فن کی حیثیت بخشی۔

کسی کتاب پر نقد وتبصرہ کی حالت میں ہمیں سب سے پہلے کتاب کے مواد اور اسلوب بیان پر نظر ڈالنی چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ کتاب حقائق زندگی کے تعلق، صحیح وخوشگوار معلومات کس حد تک پیش کرتی ہے۔ اس نقطۂ نظر کے ماتحت کتاب ''انسان اعظم'' ایک کامیاب کتاب ثابت ہوتی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے حضرت علیؑ کا کیا مرتبہ ہے۔ حضرت علیؑ کے متعلق صحابہ وازواج وخلفاء وسلاطین وشعراء اور مشرقی ومغربی اہل قلم کی کیا رائے ہے۔ ''عظماء تاریخ'' سے مقابلہ کرکے حضرت علیؑ کی شخصیت کو کائنات کی ممتاز ترین ہستی ثابت کیا ہے۔ بتایا ہے کہ حضرت علیؑ کی خواہش تھی کہ وہ ایک بین الاقوامی عدالت کی بنیاد ڈالیں۔ غلام نوازی، حقیقی سوشلزم، اشتراکیت، انارکزم، نسلی تفوق، حفظ حیوانات، احترام بنی آدم وغیرہ کے متعلق حضرت علیؑ کی تعلیمات بیان کی ہیں۔ یہ تالیف حکیم الامت علامۂ ہندی حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام جناب مولانا سید احمد صاحب قبلہ کے تنوع پسند وجدت طراز خامہ کا نتیجہ ہے۔ موصوف ہندوستان میں ملت جعفریہ کے مجدّد دین کی صف میں شمار ہوتے ہیں۔ اردو میں آپ نے فلسفہ اسلام اور تعلیمات اہلبیت کی تشریح میں غیر معمولی خدمتیں انجام دی ہیں۔ کتاب انسان اعظم میں آپ نے ۲۹۳ نکتے امیر المومنینؑ کی زندگی سے منتخب کئے ہیں۔ بہت مختصر تبصرہ کی خواہش کی گئی ورنہ میں تفصیلاً اپنی رائے اس کتاب کے متعلق ظاہر کرتا۔ کتاب میں کتابت کی غلطیاں پائی گئی ہیں جن کو آئندہ اشاعت میں دور کیا جاسکتا ہے۔ **(مجتبیٰ حسن عفی عنہ)**

انسان اعظم

فیلسوف اسلام خلیفۂ الٰہی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی حیرت انگیز زندگی کے متعلق
حکیم الامت علامہ ہندی آیۃ اللہ سید احمد صاحب قبلہ کے ۲۹۳ نکات

باسمہٖ سبحانہٗ ولہُ الحمدُ

دیباچہ

جب کسی بزرگ کی سوانح عمری اور حالات لکھنا ہو تو مورخ کا فرض ہے کہ اس کے اعمال زندگی کے ہر ہر جزئیہ کو اس مذہب کی روشنی میں دیکھے جس مذہب سے اس کا تعلق ہے، اگر وہ مذہبی ہستی ہے۔ یا لا مذہب ہے، ہر حالت میں اس کو مذہب سے علاحدہ رکھ کر دیکھنا چاہئے۔

یہ اس لیے لازم ہے کہ مذہب ہی ایک ایسی شئ ہے جو انسان کے ہر شعبۂ زندگی پر حاوی ہوتا ہے، لہٰذا زندگی کا چھوٹا بڑا ہر کام مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہم سے مطالبہ کرے کہ ایک لا مذہب کو مذہبی روشنی میں جانچو یا اس کا عکس تو یہ مطالبہ بالکل غلط اور اس کے پورے کرنے کی کوشش ناکام ہوگی، اور اس تاریخ کے ہیرو کی صحیح زندگی کی ترجمانی ناممکن ہو جائے گی۔

اس کتاب کا ہیرو علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام جس مذہب سے تعلق رکھتا ہے وہ اسلام ہے۔ لہٰذا ان کی زندگی کے ہر واقعہ کو اسلام کے مسلمات کی روشنی میں دیکھنا ناگزیر ہے۔

ہر چند کہ ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس مقدس ہستی کو محض انسانی جامہ میں دکھا

دیں اور انسان کامل ہونے کی حیثیت سے ان کو پیش کریں۔ لیکن پھر بھی ذات علیؑ کے واقعات زندگی ادھورے اور نامکمل رہ جاتے اگر ان کے مذہبی خصوصیات کو نظر انداز کر دیا جاتا۔ پہلے کوشش ہے کہ اپنے ہیرو کے واقعات زندگی کو تمام علماء و محققین و مورخین و محدثین اہل سنت کی مستند کتابوں سے اخذ کریں جس میں نہ تعصب کا الزام ہو، نہ کسی فرقۂ اسلام کو انکار کا موقع ملے، نہ شکوہ وشکایت ہو، اس لیے کہ علیؑ بن ابی طالب تو وہ برگزیدہ ذات ہے جو ہر مسلمان کے لئے یکساں طور پر قابل تقدیس ہے۔

بیشک بعض واقعات تاریخی ایسے بھی درج ہیں جو اگر چہ مستند و معتبر کتبِ اہل سنت میں موجود ہیں اور مورخین و محدثین نے بلا انکار اپنی کتابوں میں درج کر رکھے ہیں، باوجود اس کے بہت سے فرقہائے اسلامی کے عقائد اس کے خلاف ہیں۔ خوش قسمتی یا بد قسمتی سے شیعہ عقاید سے بالکل مطابق ہیں۔ لہٰذا ہم نے ان واقعات تاریخ کو مستند ہونے کی وجہ سے درج کر دیا ہے۔

ہم نے اگر کوئی غلطی اس بارے میں کی ہو تو وہی غلطی ہے جو مستند مورخین نے ان واقعات کو مستند قرار دیتے ہوئے درج مصنفات کیا ہے۔ اس سے نہ مناظرہ مقصود ہے، نہ کسی کی دل آزاری منظور ہے، نہ غلو ہے۔

جن کتب تاریخی میں حالاتِ علیؑ کا ذکر ہے وہ ایسا زمانہ تھا جب علیؑ کی ذات کے متعلق غلو سے کام کیوں کر لیا جاتا۔ نہ وہ مصنفین ہی ایسے تھے جن کو غلو سے نسبت دی جا سکے۔ شیعوں کی کتابیں ہوتیں تو ہر بات کھپ جاتی ۔ وہ واقعات تو تاریخی حدود کے اندر ہی رہے اور اسی نظر سے ان کو دیکھنا چاہیے۔ جہاں کہیں قول رسولؐ یا دیگر اقوال کا ذکر اگلی تحریر میں ہے، وہ قریب قریب بجنسہ ترجمہ ہے، طوالت کی وجہ سے اصل عربی عبارت نہیں لکھی گئی۔

حالات امیر المومنین میں سابق وحال کے مورخین نے بہت کچھ لکھا ہے اور سیکڑوں کی تعداد میں عربی فارسی اردو کی تصنیفات موجود ہیں۔ ہم کو مستقل سیرت اور تاریخ کی کتاب لکھنا مقصود نہیں ہے۔

مقصود ہمارا اس کتاب سے علیؑ کے حالات پر مختصر تبصرہ ہے اور اس بحر محیط انسانیت کے چند واقعات تاریخی پر اختصار و اجمال سے ایک فہرست لکھنا ہے۔ زمانہ جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہے، اس کو مدنظر رکھا گیا ہے تا کہ آیندہ حالات علیؑ پر بحث کرنے والے اور تاریخ نویس مندرجہ فہرست کے ہر عنوان پر مفصل شرح و بسط سے فلسفیانہ تاریخ لکھیں اور انسانیت کی ایک اہم خدمت انجام دے کر سعی مشکور فرمائیں۔ ہم نے جس عنوان کے تحت بہت سے واقعات لکھ کر متعدد کتابوں کے حوالہ جات جہاں کہیں دے دیئے ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سب کتابوں میں ہر واقعہ موجود ہے، بلکہ ان واقعات کا کسی نہ کسی شکل سے ان کتابوں میں اندراج ہے اور جہاں کہیں کسی ایک واقعہ کے متعلق حوالہ جات دیئے ہیں وہ کتابوں میں مل سکتے ہیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

ان میں حضرت علیؑ کے جس قدر صفات لکھے گئے ہیں، یہ اجمالی حیثیت سے لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک صفت کے ثبوت میں متعدد مثالیں، بیشمار حکایات اور روزمرہ زندگی کے واقعات موجود ہیں جن سے ہر بات کی تصدیق وتائید ہوتی ہے۔ اس کے لیے کتابوں اور سوانح حیات علیؑ کا مطالعہ ضروری ہے۔ بعض مقامات پر صرف ایک ایک واقعہ یا مثال پر اکتفا کی گئی تا کہ مضمون کو طول نہ ہو۔ بیشمار ایسے خصائل اور کمالات ہیں جو سوا علیؑ کے کسی صحابی میں نہیں پائے جاتے اور تمام صحابہ اور انصار میں ملا کر جتنے صفات بتائے جا سکتے ہوں، سب علیؑ میں تنہا موجود تھے۔

احمد النقوی

۴ر دسمبر ۱۹۳۶ء

(۱)

علیؑ مولود کعبہ

۱۳/رجب روز جمعہ ہجرت سے ۲۲ سال پیشتر ۶۰۰ءمیں علیؑ ابن ابی طالبؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔اور خانہ کعبہ میں بجز علیؑ کسی اور کی ولادت نہیں ہوئی۔[1]

(۲)

علیؑ نام خدا سے مشتق ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خداوند کریم نے حضرت آدم کو خبر دی کہ اس نے علیؑ کا نام اپنے نام علی اعلیٰ پر رکھا ہے۔[2] اور جناب ابوطالب نے خدا سے خانۂ کعبہ میں دعا کی۔ہاتف غیبی نے علیؑ کی مبارکباد میں جناب ابوطالبؑ کو مولود کا نام علیؑ رکھنے کا حکم دیا۔[3] خدا کا نبیوں سے ہم کلام ہونا اور نبیوں کو ماضی و مستقبل کے اہم واقعات کے ساتھ اہم شخصیتوں سے باخبر رکھنا اور اپنے دین کے باقی رکھنے والوں مبلغوں، منادوں کا نام بتانا اگر اصولاً صحیح اور توریت وانجیل وقرآن کی تعلیم کے مطابق ہے تو اس واقعہ سے انکار ممکن نہیں اور نص خلافت رسول کا یہی فلسفہ ہے۔

(۳)

اسماء والقاب

(۱) علیؑ آپ کا نام ہے (۲) حیدرؑ آپ کی والدہ نے نام رکھا۔القاب بہت سے ہیں، منجملہ ان کے: (۳) ذُوالْقَرْنَیْنِ (۴) بَطِیْنُ (۵) اَنْزَعُ (۶) یَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۷) اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۸) وَلِی (۹) وَصِی (۱۰) تَقِی (۱۱) قَاتِلُ النَّاکِثِیْنَ وَقَاسِطِیْنَ (۱۲) شَبِیْہِ ھَارُون (۱۳) صَاحِبُ اللِّوَائِ

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، فصول المهمہ، ازالۃ الخفاء، تذکرہ خواص، انسان العیون (۲) فرائد السمطین (۳) زین الفتی

(۱۴) خَاصِفُ النَّعلِ (۱۵) کَاشِفُ الکَرْبِ (۱۶) اَبُو الرَّیحَانَتَینْ (۱۷) اَبُو الحَسَنِ علیہ السلام وَ الحُسَینِ علیہ السلام (۱۸) اَبُو القُصَمْ (۱۹) اَبُو تُرَابْ (۲۰) اَبُو محمد [۱]

القاب واسماء علیؑ کے کسی اخلاقی تاریخی واقعہ کو ظاہر کرتے ہوئے ان کی بزرگی وشرف کو بتاتے ہیں۔

(۴)

علیؑ سَیفُ اللہ ہیں

حدیث نور میں خود رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ سیف اللہ ہیں۔ [۲]

دین کی نصرت وتحفظ اسلام میں علیؑ کی جدو جہد اگر تاریخ کی نہ بھولنے والی کوشش ہے، جو علیؑ ہی کی ذات پر منحصر ہے، تو بجز علیؑ کسی کو سیف اللہ کہنا غلط ہے اور رسول کو جھٹلانا ہے۔

(۵)

علیؑ امیر المومنین ہیں

خود رسولؐ خدا نے علیؑ کو امیر المومنین فرمایا ہے۔ [۳] اور جہاں کہیں قرآن میں لفظ مومن آیا ہے ان سب مومنوں کے امیر علی ابن ابی طالب ہیں۔ [۴] رسولؐ کا علیؑ کو دیا ہوا یہ لقب بعد میں عام کر دیا گیا۔

(۶)

علیؑ کی خاکساری

علیؑ مسجد رسولؐ میں خاک پر سو رہے تھے، مٹی جسم میں بھر گئی تھی، رسولؐ خدا نے آپ کو ابوتراب کہہ کر جگایا۔ اس لقب سے علیؑ بے حد خوش ہوتے تھے اور بنی امیہ استہزاء کرتے تھے اور اسی

---

(۱) نسائی، تذکرۂ خواص، مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم (۲) فرائد السمطین، شرف النبوۃ

(۳) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، مناقب ابن مغازلی، مناقب ابن شاذان، فردوس (۴) تاریخ الخلفاء

نام سے علیؑ کو دشنام دیا کرتے تھے۔ (۱)

(۷)

صدیق اکبر و فاروق اعظم

رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ صدیق اکبر و فاروق اعظم ہیں۔ (۲) بعد وفات رسولؐ خدا جب جناب ابوبکر کو صدیق کہا گیا تو علیؑ نے منبر پر جا کر فرمایا: ''میں ہوں صدیق اکبر، اس لیے کہ میں ابوبکر سے پہلے ایمان لایا اور ابوبکر سے پہلے اسلام لایا۔'' (۳) اور رسولؐ خدا نے فرمایا: ''تین صدیق ہیں، مومن آل یٰسین، حبیب نجار، حزقیل مومن آل فرعون، اور علیؑ جو دونوں سے افضل ہے۔ (۴)

صدیق و فاروق تو ہر شخص جس کا جی چاہے نام رکھ دے مگر صفت کی رعایت سے رسولؐ کی نظر میں جو صدیق ہو، صدیق و فارق تو وہی ہے۔

(۸)

علیؑ کی تربیت

رسولؐ خدا نے علیؑ کو پیدا ہوتے ہی اپنی تربیت میں لے لیا، گہوارہ علیؑ کا اپنے فرش خواب کے قریب رکھ لیا، روٹی اور خرمہ چبا کر منھ میں علیؑ کے دیتے۔ علیؑ کی پوری تربیت رسولؐ کی گود میں ہوئی۔ تعلیم کے ساتھ تربیت بھی معلم کی گود میں امتیاز رکھتی ہے۔ علاوہ نسلی خصوصیات کے، تربیت کے اثر نے علیؑ و رسولؐ میں ایک رنگی پیدا کر دی تھی۔ خوش فہمی و ذکاوت و ذہانت و سلیم الطبعی اور ہمیشہ کی رفاقتِ رسولؐ علیؑ سے مخصوص تھی۔

---

(۱) تذکرہ خواص، مسند احمد، فرائد السمطین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، خصائص نسائی، مناقب خوارزمی

(۲) مناقب ابن شہر آشوب، مناقب خوارزمی

(۳) اسعاف ابن قتیبہ، ریاض النضرۃ، خصائص نسائی

(۴) مسند احمد، فردوس، تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء، مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی

(۹)

ایک نور سے خلقت

رسولؐ خدا نے فرمایا میں اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے جو نور خدا تھا اور اسی سے کائنات کا وجود ہوا۔[۱]

سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ ذرات مادہ وایٹم صرف الکٹرسٹی کے برقیہ ہیں۔ تمام تحلیل وتجزیہ وترکیب اسی قوت کی کرشمہ سازی کے رہین منت ہیں۔ رسولؐ خدا نے تیرہ سو سال پیشتر صاف فرمایا تھا کہ موجودات عالم میں اسی نور مبین کے ذرات برقی نے شامل ہو کر خلقت وایجاد کی تکمیل کی اور اس طرح سے نور رسولؐ ونور علیؑ علت موجودات ہے۔

(۱۰)

محبت علیؑ اجر رسالت ہے

قرآن مجید میں رسولؐ خدا کو حکم خدا ہوا کہ اجرت رسالت اپنے اہل بیتؑ کی محبت کو قرار دے کرامت سے وہ اجر طلب کر لیں۔ (قُلْ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی)[۲]

محبت عقلی کا یہ تقاضا ہے کہ جو مجمع صفات حسنہ ہو، اسی کی محبت کی جائے اور رسولوں کی رسالتوں کا منشاء یہی ہے کہ محبت حیوانی کا قلع قمع کر کے قوم کی عقلی تربیت کی جائے۔ محبت اہلبیتؑ رسولؐ قوم کی عقلی تربیت ہے اور نتیجہ رسالت ہے۔

(۱۱)

محبت علیؑ موجبِ جنت اور بغض موجبِ جہنم ہے

قرآن مجید میں ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْھَا وَھُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ

---

(۱) فرائد السمطین، مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، فردوس

(۲) مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ، فرائد السمطین، مقاتل الطالبین، مناقب خوارزمی، حلیۃ الاولیاء، فصول المہمہ، مناقب ابن مغازلی

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ" رسولؐ خدا نے فرمایا محبت علیؑ و آل علیؑ حسنہ ہے اور بغض علیؑ سے سیئہ ہے۔[۱] (سورۃ النمل، آیت:۸۹)

کامل سے محبت عقلی قدردانی ہے، اور عام دشمنی اخلاقی جرم ہے خصوص ذات کامل سے دشمنی دنیا و دین کی پھٹکار ہے۔

(۱۲)

محبت علیؑ کی پرسش

قیامت میں کوئی ایک قدم نہ بڑھا سکے گا جب تک محبت اہل بیتؑ رسولؐ کا اقرار نہ کرے۔[۲]

خالص محبت عملی ہوتی ہے یعنی پیروی محبوب کی اور بغیر عمل کامیابی ناممکن ہے۔ آل رسولؐ کی پیروی انسانی کمال ہے اور بدون تحصیل کمال رستگاری ناممکن ہے۔

(۱۳)

بے پروانۂ علیؑ کوئی داخل جنت نہ ہوگا

رسولؐ خدا نے فرمایا جس کے پاس پروانۂ علیؑ نہ ہو، وہ جنت میں نہ جا سکے گا۔[۳]

پروانۂ جنت یہی ہے کہ نظام علوی اور تعلیمات حیدری کا پابند ہو، زندگی کا معیار علوی اصول و آئین ہوں، رسولی اسوۂ حسنہ مختلف ذاتوں میں خودغرضوں نے مشتبہ بنا دیا تھا اور اصل حقیقت چھپ گئی تھی اس لیئے ذات رسالت کا سچا مظہر علیؑ تھے۔ رسولؐ نے امت کو ان کا معیار بتایا ہے۔

(۱۴)

خدا نے علیؑ کی محبت کو قلوب مومنین میں داخل کر دیا

قرآن مجید میں ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمْ

---

(۱) فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء (۲) مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، مناقب خوارزمی

(۳) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فردوس، فرائد السمطین

الرَّحۡمٰنُ وُدًّا" رسولؐ خدا نے فرمایا "خدائے رحمن نے محبت علیؑ کو مومنوں کے دلوں میں داخل کیا ہے۔"(۱)

عقلی قدردانی کا تقاضا ہے کہ اچھوں سے محبت کی جائے اور حیوانی محبت کو مغلوب کر دیا جائے۔ قانون الٰہی اسی کا متقاضی ہے، جس کو خدا نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے، اور رسولؐ نے یہ ثابت کیا ہے کہ کمال کمال ہے اور اچھائی اچھائی ہے، فطرت وعقل کا تقاضہ تو یہی ہے کہ عقلاً جو قابل محبت ہو، اس سے محبت کرے۔ عقلائے مومنین کب علیؑ کے کمال کو جانتے ہوئے دشمنی کر سکتے ہیں۔

(۱۵)

علیؑ قسیم جنت ونار ہیں

قرآن مجید میں ہے "وَعَلَى الۡاَعۡرَافِ رِجَالٌ يَّعۡرِفُوۡنَ كُلًّا بِسِيۡمٰهُمۡ" رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ اپنے دوستوں کے چہرے دیکھ کر جنت میں اور دشمنوں کے چہرے دیکھ کر دوزخ میں داخل کریں گے۔(۲) انسانی اعلیٰ صفات کی جانچ اور کمال انسانیت کا بلند معیار یہ ہے کہ علیؑ اس کی تصدیق کریں کیونکہ علیؑ خود مکمل ومتمم ومعلم انسانیت ہیں۔

(۱۶)

منکر فضائل علیؑ پر عذاب

غدیر خم میں رسولؐ خدا نے جب علیؑ کو ولی مومنین بتایا تو حرث بن نعمان فہری نے سخت احتجاج کرتے ہوئے رسولؐ سے کہا: "اگر آپ نے بحکم خدا علیؑ کو ولی مومنین بنایا ہے اور آپ سچے ہیں، تو خدا مجھ پر دنیا میں عذاب نازل کرے۔" فوراً آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر گرا اور مر گیا جس کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ "سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ"(۳) حرث نے رسولؐ کو چیلنج دیا تھا، خدا کو چیلنج دیا تھا۔ لہٰذا دنیاوی سزا اسے بچ رہنا رسالت کی تکذیب تھی۔ کسی شہاب ثاقب کے

---

(۱) تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، تذکرہ خواص (۲) تفسیر ثعلبی، مناقب فاخرہ (۳) فرائد السمطین

ٹکڑے کو جو کشش ارضی (Gravitation) کے اندر تھا گرا دینا علم طبیعات (Physics) کی رو سے بھی محال نہیں ہے۔

(۱۷)

علیؑ کی خدا اور رسولؐ سے دوستی

۷ ہجری میں جنگ خیبر کے وقت رسولؐ خدا نے علم لشکر کا علیؑ کے ہاتھ میں دینے سے پہلے جنگ سے بھاگنے والوں سے فرمایا تھا: ''کل ایسے کے ہاتھ میں علم دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں، جو کرار غیر فرار ہے۔''(۱)

(۱۸)

علیؑ خدا اور رسولؐ کے نزدیک احب خلق ہیں

ایک انصاری عورت دو بھونے ہوئے پرند جانور رسولؐ خدا کے پاس لائی۔ رسولؐ نے خدا سے دعا کی، خداوندا اس شخص کو بھیج دے جو تیرے نزدیک میرے لئے تمام مخلوق میں حبیب تر ہے تا کہ وہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ یہاں تک کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ آئے اور شریک طعام ہوئے۔(۲) بی بی عائشہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول عورتوں میں سب سے زائد اپنی بیٹی فاطمہؑ سے محبت کرتے تھے، اور مردوں میں سب سے زائد علیؑ سے محبت تھی۔(۳)

(۱۹)

امت محمدیؐ کے تہتّر فرقے

رسولؐ خدا نے فرمایا میرے بعد میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ سب جہنم میں

---

(۱) مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، فرائد السمطین، تذکرہ خواص، تاریخ طبری، ارونگ

(۲) مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، سنن ابوداؤد، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، مناقب سمعانی، مناقب فاخرہ، فصول المہمہ، صحیح ترمذی، صحیح بخاری، صحیح مسلم (۳) صحیح ترمذی، مشکوٰۃ، ینابیع المودہ

جائیں گے بجز ایک فرقہ کے جو جنتی ہے اور وہ شیعان علیؑ ہیں۔[۱]

(۲۰)

علیؑ کا دوست دوست رسولؐ اور دشمن علیؑ دشمن رسولؐ ہے

رسولؐ خدا نے بارہا فرمایا کہ محبان علیؑ جنت میں جائیں گے اور تکمیل ایمان کی حبِ علیؑ سے ہے اور علیؑ کی محبت رسولؐ کی محبت ہے اور عداوت علیؑ سے دشمنی رسولؐ ہے۔[۲] دوست کا دوست ہونا، دشمن کا دشمن ہونا یہی معیار دوستی ہے۔ علیؑ محبوب خدا و رسولؐ تھے، علیؑ محافظ دین الٰہی تھے۔ علیؑ رسولی مشن کے چلانے والے تھے اس لئے ان سے محبت و عداوت خدا اور رسولؐ سے محبت و عداوت ہے۔

(۲۱)

علیؑ سے عداوت منافقت کی نشانی ہے

جابر بن عبداللہ انصاری اور ابودجانہ صحابی کہتے ہیں کہ عہد رسولؐ میں منافق عداوت علیؑ سے پہچانے جاتے تھے۔[۳]

(۲۲)

دشمن علیؑ کافر و منافق ہے

رسولؐ خدا نے بارہا فرمایا مختلف الفاظ میں کہ دشمن علیؑ و آل علیؑ جہنمی ہیں، بے حب علیؑ جنت میں کوئی نہ جائے گا۔ دوستِ علیؑ مومن ہے اور دشمن علیؑ کافر ہے، منافق ہے۔[۴] دوسری روایت میں ہے کہ ام المومنین ام سلمہ سے رسولؐ خدا نے فرمایا: ''سنو اور گواہ رہو، اگر کوئی شخص خدا کی

---

(۱) مناقب خوارزمی (۲) مسند احمد، جمع بین الصحاح الستہ، سنن ابوداؤد، مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، معجم طبرانی، شرح ابن ابی الحدید، حلیۃ الاولیاء، فردوس، فرائد السمطین (۳) صحیح ترمذی (۴) مسند احمد، جمع بین الصحیحین، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح بخاری، سنن ابوداؤد، مناقب خوارزمی، تذکرہ خواص، فرائد السمطین، صحیح مسلم، صحیح ترمذی

ہزار سال عبادت کرے، پھر ہزار سال کعبہ میں رکن و مقام کے درمیان عبادت کرے اور علیؑ سے بغض رکھتا ہو، تو قیامت کے روز وہ خدا سے اس طرح سے ملاقات کرے گا کہ اوندھے منھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"[۱] علیؑ سے عداوت اصول و نظام علوی سے عداوت ہے اور نظام علوی نظام الٰہی ہے جو بذریعہ رسولؐ حفاظت علیؑ میں دیا گیا ہے اور امانت خدا ہے۔ اُن سے مخالفت خدائی اصول کی مخالفت ہے جو کفر ہے اور خدا اور رسولؐ سے جنگ ہے۔ ایسے شخص کی عبادت ہرگز صحیح نہیں ہے۔

(۲۳)

علیؑ برادرِ رسولؐ ہیں

بیعت رضوان میں رسولؐ خدا نے ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بتایا اور علیؑ سے فرمایا: "دنیا و آخرت میں تم میرے بھائی ہو۔"[۲]

(۲۴)

علیؑ سابق الاسلام ہیں

سب سے پہلے علیؑ دست رسولؐ پر ایمان لائے اور سب سے پہلے رسولؐ کے پیچھے علیؑ نے نماز پڑھی۔ دوشنبہ کو بعثت رسولؐ ہوئی اور سہ شنبہ کو علیؑ نے نماز پڑھی جس کو قرآن نے اس طرح سے ذکر کیا ہے "اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ" اور فرمایا "وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ"[۳]

علیؑ مرتضیٰ جناب ابوبکر سے سات سال پہلے ایمان لائے تھے۔[۴]

---

(۱) مناقب خوارزمی (۲) مناقب خوارزمی، مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، فردوس، خواص الامہ (۳) مسند احمد بن حنبل، مناقب ابن مغازلی، تفسیر ثعلبی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، کتاب مغازلی، فردوس، فضائل الصحابہ سمعانی، صحیح ترمذی، حلیۃ الاولیاء خصائص نظیری، تاریخ طبری، معارف ابن قتیبہ، ابوالقاسم خشکانی (۴) خصائص امام نسائی، تفسیر ثعلبی

(۲۵)

کمالِ ایمان علیؑ

خدا نے علیؑ کے ایمان کا امتحان کرلیا ہے، رسولؐ خدا نے کمالِ ایمان علیؑ کی تصدیق کردی ہے۔[۱]

ایک حدیث میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا: ”تین شخص کسی وقت کافر نہیں ہوئے، ایک مومن آل حسین، دوسرے علیؑ بن ابی طالبؑ تیسرے آسیہ زنِ فرعون۔“[۲] رسولؐ کی کوتاہ نظری ہوتی اگر دوسری امتوں کو نظر انداز فرماتے اور صرف علیؑ ہی کا تذکرہ کرتے۔ علیؑ کی خلوت جلوت، رزم بزم اور زندگی کے ہر شعبہ کو دیکھو جو قرآن کے مطابق اور خدائی اوامر کا عملی نمونہ تھے۔

علیؑ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ وجہ کہتے ہیں۔[۳]

(۲۶)

علیؑ مصدق رسولؐ ہیں

جو کچھ رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ نے سب کی تصدیق کی اس طرح جیسے کسی نے نہیں کی قولی وعملی۔ جس کا قرآن میں ذکر ہے ”و الذین جاء بالصدق و صدق به“[۴]

(۲۷)

ایمان علیؑ پر خدائی مہر

ولید بن عقبہ نے امیر المومنین پر فخر کیا تھا، خدا نے اس کے فسق کا اعلان کرتے ہوئے علیؑ کے ایمان کی تصدیق فرمائی۔ ”اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِناً کَمَنْ کَانَ فَاسِقاً لَا یَسْتَوُوْنَ“[۵]

---

(۱) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، مسند احمد، سنن ابوداؤد، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح ترمذی، فضائل الصحابہ سمعانی، تاریخ خطیب

(۲) تفسیر دُرمنثور، ابن عساکر (۳) طبقات، استیعاب، مسند ابوحنیفہ، تذکرہ خواص

(۴) مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء (۵) مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید، حلیۃ الاولیاء، تفسیر ثعلبی

(۲۸)

خدا کے نزدیک صادق کون ہے

خدا نے قرآن میں صادقوں کا ساتھ دینے کا حکم دیا ہے۔ مراد صادقوں سے علیؑ و آل علیؑ ہیں۔ [۱] حقیقی صدق یہ ہے کہ خدائی مرضی کے مطابق ہو اور یہ امر ملہم بندوں سے مخصوص ہے، اور صدق مجازی یہ ہے کہ انسان اپنے علم و یقین میں اس کو مطابق واقع سمجھے جو ممکن ہے کہ حقیقتاً خلاف واقع ہو اور دھوکا اور بھول و غفلت ہو۔ خدا انھیں صادقوں کی معیت کا حکم دیتا ہے جو حقیقی صادق اور معصوم ہیں، اور وہ رسولؐ اور ائمہؑ ہدیٰ ہیں۔

(۲۹)

علیؑ کا علم و فہم رسولؐ کا ساتھا

عبدالرحمن بن عوف سے رسولؐ خدا نے فرمایا "خدا نے میرے پاس کتاب مبین (قرآن) بھیجی ہے اور حکم دیا کہ لوگوں کو سنادوں بجز علیؑ بن ابی طالب کے کیوں کہ وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ ان کی فصاحت و بلاغت میرے مثل ہے اور ان کا علم و فہم و کمال مثل میرے ہے۔ [۲]

(۳۰)

علیؑ عالم بالکتاب ہیں

قرآن مجید میں ہے "قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتَابِ" رسولؐ خدا نے فرمایا کتاب کا علم علیؑ کو ہے۔ [۳] حقیقت و مجاز، ناسخ منسوخ و متشابہ و مترادف الفاظ ہر زبان میں ہوتے ہیں جس سے تعبیرات میں اختلاف ہوتا ہے قرآن مجید کی تفاسیر و تعبیرات میں اختلاف اسی لئے ہے لہٰذا "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ" صحیح نہیں ہے جب تک متکلم و مصنف خود اپنے منشاء

---

(۱) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء (۲) مودۃ القربیٰ (۳) تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء

کو کسی پر واضح نہ کر دے۔ اعلمِ امت علیؑ تھے، لہٰذا عالم بالقرآن حقیقۃً وہی تھے جن کو خدا نے اپنے منشاء ومراد سے بذریعہ رُسولؐ تعلیم دے دی ہے، اس لئے قرآن کو علیؑ ہی کی توضیح وتفسیر سے سمجھنا چاہئے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا، بعد میرے علیؑ تمام امت سے اعلم تر ہے۔"(۱)

(۳۱)

ہزار باب علم کی تعلیم

علیؑ کو رسولؐ خدا نے ہزار باب علم کی تعلیم فرمائی اور ہر باب سے ہزار ہزار باب علم علیؑ پر کشادہ ہو گئے۔(۲) معلم اصول کی تعلیم سے ایک بافہم وذکی وقابل وعالم کو ایسا بنا دیتا ہے کہ شاگرد خود ہزاروں اصول وفروع بنا لیتے ہیں۔

(۳۲)

علمِ رسولؐ کا وارث

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو علم مجھکو خدا سے ملا، وہ سب کا سب میں نے علیؑ کو دے دیا۔(۳)

(۳۳)

معلّم اسلام

علیؑ منبر پر بار بار پکار کر فرماتے تھے جو پوچھنا ہو، پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھ کو کھو بیٹھو۔(۴) پوچھنے والے غوامض علوم کو نہ پوچھیں، تو معلم کا کیا قصور؟ اس پر بھی ہر علم میں علیؑ نے دریا بہا دئے۔

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، صحیح ترمذی

(۲) فرائد السمطین، صحیح ترمذی، شرح فتح المبین (۳) مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی

(۴) مسند احمد بن حنبل، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید

(۳۴)

قاضی امت

رسولؐ خدا نے فرمایا میری امت میں سب سے بڑا قاضی علیؑ ہے۔[۱]

(۳۵)

بین الاقوامی عدالت قائم کرنے کی خواہش

علیؑ بقسم فرماتے تھے کہ اگر میرے لئے مسند قضا بچھائی جائے تو اہل توریت کو توریت سے، اہل زبور کو زبور سے، اہل انجیل کو انجیل سے، قرآن والوں کے لئے قرآن سے فیصلہ کروں۔[۲]

علیؑ ہر قوم کو بین الاقوامی عدالت قائم کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

(۳۶)

حکیمِ حکمتِ الٰہی

حکمائے عالم کو دیکھو، ان کی تاریخ پر تنقیدی نظر کرو، بیشک انھوں نے اپنی دماغ سوزیوں، کاوشوں سے علوم وفنون کی ایجادیں کر کے وحشی انسان کو متمدن انسان بنادیا، وہ محسنین عالم کی صف اول میں جگہ پانے کے مستحق ہیں۔ لیکن تاریخ عالم میں ہم کو کوئی ایسا حکیم وفلاسفر نہیں ملتا جس نے انسان کے ہر شعبہ زندگی میں روحانی ہو یا مادی، حکمت عملی ہو یا نظری، ہر ایک میں پوری رہبری کی ہو۔" برودیکر سغطی طبابت وشاعری کا بادشاہ تھا لیکن کہاں اس کی شاعری اور کہاں علیؑ کی خطابت وشاعری۔ شعراء وقصہ گو واہمہ وتخیئل کو پوٹ باندھتے ہیں، جہلا کے دماغ واوہام کو خرافات سے گندہ وخراب کرتے ہیں۔ علیؑ کی شاعری خطابت کی جان، فصاحت کی کان، موعظہ ونصیحت وحقائق ورموز سے مالا مال ہے۔

---

(۱) مناقب خوارزمی، مسند احمد بن حنبل، فضائل صحابہ سمعانی، صحیح مسلم، صحیح بخاری (۲) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تفسیر ثعلبی، تذکرہ خواص

روایات تمثیلیہ کے مؤلفین میں ''اسکیلس''، ''سرفوکلیس''، یورولیدیس''، ''اوستوفارنس'' کے تمثیلات کو دیکھو اور علیؑ کے تمثیلات کو نہج البلاغہ میں پڑھو، تو معلوم ہوگا کہ کس کا پایہ بلند ہے۔

تاریخ کے مشہور حکماء ''ارہیرموٹ''ٹیوریس''، ''زینونون'' کے تاریخی واقعات پر نظر کرو اور علیؑ کی سچی اور صحیح تاریخ دانی کا گزشتہ زمانے کے کتب میں مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا بلکہ اس ملہم مورخ کی آیندہ کی تاریخ نویسی کو دیکھو تو وہ بھی مکمل ثابت ہوگی۔

''فیثاغورث''، ''اناکساجوراس''، ''سوفسطائی''، ''بطلیموس''، ''انکسفورس''، ''ارخیلیوس''، ''اقلیدس'' کے فلسفہ طبعی وریاضی کو دیکھو اور علیؑ کے فلسفہ طبعی کی نکتہ رسی کو دیکھو جس نے فلسفۂ قیاسی کی تنقید کر کے حقائق موجودات پر کس طرح شرح وبسط سے بحث کی ہے اور فلاسفہ قدیم کی غلطیوں پر کس طرح سے عالم کو متوجہ کیا ہے۔

''سقراط، ''افلاطون''، ''ارسطاطالیس'' کے الٰہیاتی مباحث کو دیکھو اور اس حکیم حکمت الٰہی کے الٰہیات میں متلاطم سمندروں کو دیکھو۔

''بقراط''، ''جالینوس'' کے طبّی حقائق اور طب الٰہی کے طبیب علیؑ کی فن طب کی موشگافیاں دیکھو، تو معلوم ہوگا کہ علیؑ کا صف حکماء میں کیسا بلند پایہ تھا۔ یہ غلو نہیں ہے، علیؑ پرستی نہیں ہے، شاعری نہیں ہے، زندہ رہے اور وقت نے مدد کی، تو علوم الائمہ میں ہر علم کے ہر شعبہ میں علیؑ وآل علیؑ کے ذخائر علمیہ کو پیش کریں گے۔ اور سردست ہماری کتاب فلسفۃ الاسلام کی بارہ مکمل جلدیں بارہ علوم کی موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔ علیؑ حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ دونوں میں سرتاج حکماء وفلاسفہ تھے۔ اسی لئے رسولؐ خدا نے فرمایا تھا: ''میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔'' ''میں شہر حکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔''(۱)

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، فردوس، مناقب سمعانی، شرح ابن ابی الحدید

(۳۷)

علیؑ مثیل حضرت آدمؑ ہیں

قرآن مجید میں ہے: ''حضرت آدمؑ کو خدا نے جملہ اسماء کی تعلیم دی'' اور علیؑ کی نسبت قرآن مجید نے کہا ہے ''ہر وہ شئے کا احصا امام مبین میں ہے'' رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ وہ امام مبین ہے جس میں خدا نے ہر شئے کا علم جمع کر دیا تھا۔''(۱)

اور اسی لئے رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو آدمؑ کے علم کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔''(۲)

(۳۸)

علیؑ مثیل خلیلؑ تھے

حلم جناب خلیلؑ کا کیا کہنا جن کو نمرود نے آتش سوزاں میں ڈال کر جلا دینا چاہا۔ لیکن جناب خلیلؑ کا اس آگ سے زندہ نکلنا نمرودی تمام اسکیموں کے لئے خود ایک کاری ضرب تھا۔ باوجود اس کے خلیلؑ اللہ نے کوئی قصاص نہیں لیا۔ حلم علوی کو دیکھو، گھر پر یورش ہوتی ہے۔ جناب زبیر شمشیر بکف نکل آتے ہیں، علیؑ کا گھر جلانے کی دھمکی دی جاتی ہے، گلے میں رسن ڈال کر گھسیٹے جاتے ہیں، لیکن خلیلی صبر و حلم کا مظاہرہ کرتے، اور خیبر شکن تلوار کو نیام سے نہیں نکالتے۔

حکمت خلیلی کی یہ حالت تھی کہ سورج و چاند کے غروب وطلوع سے ستارہ پرستوں کو یہ کہہ کر چپ کرا دیا کہ یہ خدا نہیں ہو سکتے جو طلوع و غروب ہوں۔ حرکت و زوال دلیل حدوث وفنا ہے، جب کہ قرآن مجید میں یہ قصہ موجود ہے۔ (فلسفۃ الاسلام، علم کون وفساد میں اس دلیل پر ہم نے کافی بحث کی ہے)۔

لیکن علوی شان کو دیکھو، جناب خلیل نے صرف طلوع وغروب سے نقصان دکھا کر ان کی

---

(۱) امالی صدوق، تفسیر ابن ماہیار (۲) مسند احمد، صحیح بیہقی، شرح ابن ابی الحدید، مناقب خوارزمی

الوہیت کا ابطال فرمایا، علیؑ نے عملی طور پر دنیا کو دکھایا کہ چاند، سورج، تارے اس لئے قابل پرستش نہیں ہیں کہ وہ ایک حکیم حکمت الٰہی کے لئے مسخر و مطیع ہیں پھر وہ خالق کب ہو سکتے ہیں۔

سورج کا علیؑ کے لئے پلٹنا[1] ثبوت عقلی اس کا ہمارے رسالہ رجعت شمس میں دیکھو" تین مرتبہ سورج کا علیؑ سے باتیں کرنا[2] علیؑ کے گھر میں تارے کا گرنا۔[3]

یہ وہ واقعات ہیں جو خلیلؑ اللہ کی علمی تحقیق کا عملی ثبوت ہے۔ اس لئے رسولؐ خدا نے فرمایا: "جو شخص ابراہیم علیہ السلام کے حلم و حکمت کو دیکھنا چاہئے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔"[4] فلسفی نقطۂ نظر سے ان واقعات کا ثبوت ہماری کتاب فلسفۃ الاسلام میں موجود ہے۔

(۳۹)

علیؑ مثیل نوحؑ نبی ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: "جو شخص فہمِ نوحؑ نبی کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔"[5] علیؑ کی علم و حکمت کو ان کے خطب و تعلیمات میں دیکھو۔

(۴۰)

علیؑ مثیل جناب موسیٰؑ ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: "جو شخص موسیٰ بن عمران کی (امر الٰہی میں) سختی کو دیکھنا چاہے، وہ علیؑ کو دیکھ لے۔"[6] جناب موسیٰؑ کی سختی کی یہ حالت تھی کہ اپنے بھائی ہارون کو بھی نہ چھوڑا اور کوئی رعایت نہ کی۔ بنی اسرائیل کی گؤ سالہ پرستی دیکھ کر بے چین ہو گئے۔ ہارون کی داڑھی پکڑ کر کھینچی جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

---

(۱) مناقب مغازلی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تذکرہ خواص (۲) مناقب خوارزمی (۳) مناقب ابن مغازلی

(۴) مسند احمد، شرح ابن ابی الحدید، صحیح بیہقی، مناقب خوارزمی (۵) مناقب خوارزمی، صحیح بیہقی، شرح ابن ابی الحدید

(۶) صحیح بیہقی، مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید

علیؑ کی دین میں سختی کی یہی حالت تھی۔ عقیل اپنے بھائی کو انتہائی مصیبت وفقر میں مبتلا ہو کر چند سیر گیہوں حصہ فقراء سے زاید مانگنے پر آگ میں لوہا گرم کر کے داغنے پر تیار ہو گئے۔ یا ابن عباس کے بصرے سے مال کثیر مدینہ میں بھیجنے پر علیؑ نے قتل کی تہدید کی۔

(۴۱)

علیؑ زہد میں مثیل جناب یحییٰؑ و جناب عیسیٰؑ ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ ''جو شخص زہد یحییٰؑ و زہد عیسیٰؑ کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کے زہد کو دیکھے۔''(۱) اب زہد علیؑ کو تاریخوں میں دیکھو۔

(۱) جو کا بھوسی ملا ہوا آٹا سو کھا پھانکتے تھے۔(۲)

(۲) علیؑ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جو رسولؐ نے نہیں کھایا، میں بھی نہ کھاؤں گا۔(۳)

(۳) علی بن ربیعہ نے حضرت علیؑ کو ایسا چھوٹا زیر جامہ پہنے دیکھا جیسے ملاح زانو تک پہنتے ہیں۔(۴)

(۴) علیؑ کے پاس چار درہم نہ تھے کہ جامہ خریدتے۔ اپنی تلوار بازار میں بیچی تب جامہ خریدا۔(۵)

(۵) علیؑ خرمہ کی چھال کے پیوندوں کی قبا پہنتے تھے اور فرماتے تھے اب تو اتنے پیوند لگ گئے ہیں کہ خیاط سے شرم آتی ہے۔

(۶) صحرائی عربوں کی طرح لانبا کرتا پہنے، ہاتھ میں کوڑا لیے، بازاروں میں پھرتے اور بیع وشرع کا معائنہ کرتے اور تاجروں کو نصیحتیں کرتے۔(۶)

---

(۱) شرح ابن ابی الحدید، مناقب خوارزمی، صحیح بیہقی (۲) مناقب خوارزمی، تذکرہ خواص

(۳) تذکرہ خواص، مناقب خوارزمی (۴) مناقب خوارزمی، حلیۃ الاولیاء، مسند احمد

(۵) تذکرہ خواص، مناقب خوارزمی (۶) مناقب خوارزمی، مسند احمد، تذکرہ خواص

(۷) علیؑ نے دو پیراہن خریدے، جو کم قیمت تھا خود لیا، جو اس سے بہتر تھا غلام قنبر کو پہنایا۔

(۸) عبید اللہ بن ابی رافع نے دیکھا بروز عید علیؑ نے ایک تھیلی سے سوکھی جو کی روٹی نکال کر نوش کی۔(۱)

(۹) علیؑ درخت کی چھال کی جوتی پہنتے تھے۔(۲)

(۱۰) علیؑ کبھی کبھی سرکہ اور نمک سے روٹی نوش کرتے، اور کبھی زمین کی کسی گھاس سے۔(۳)

(۱۱) کبھی ترش بودار مٹھے سے جو کی روٹی نوش کرتے تھے۔(۴)

(۱۲) ایک روز اہل کوفہ سے فرمایا کہ اگر میں تمہارے ملک سے کوئی سواری کا جانور یا غلام یا زادراہ اپنے لئے لے کر نکلوں تو مجھ کو خائن سمجھنا۔(۵)

(۱۳) صالح ناقل ہیں کہ کوفہ میں علیؑ خرمہ کا بوجھ لادے گھر لے جا رہے تھے، صالح کی دادی نے عرض کی: ''مجھ کو دے دیجیے، میں پہنچا دوں۔'' علیؑ نے فرمایا کہ عیال دار کو خود اپنا بار اٹھانا چاہئے۔ وہ خرمے گھر پہنچا کر مسجد واپس آئے اور نماز جمعہ پڑھائی۔ خرمے کے چھلکے لباس میں بھرے تھے۔(۶)

(۱۴) سوید بن غفلہ نے امیر المومنینؑ سے عرض کی، دارالحکومت کوفہ میں بوریے پر آپ بیٹھے تھے: ''مولا! آپ سلطانِ اسلام ہو کر خزانۂ اسلامی کے مالک ہیں۔ آپ کے پاس غیر ملکوں کے وفد آتے ہیں، یہ کیا حالت بنائی ہے؟'' فرمایا اے سوید! اثاث البیت میرا میرے گھر جا چکا۔ (آخرت)، جہاں عنقریب مجھ کو جانا ہے۔ یہ سن کر سوید رونے لگے۔(۷)

(۱۵) آپ کے گھر میں ایک کھال تھی جس پر دن میں اونٹ دانہ کھاتا اور شب کو اسی پر آپ آرام فرماتے۔

---

(۱) شرح ابن ابی الحدید (۲) شرح ابن ابی الحدید (۳) شرح ابن ابی الحدید (۴) شرح ابن ابی الحدید

(۵) شرح ابن ابی الحدید (۶) مسند احمد، شرح ابن ابی الحدید (۷) تذکرہ خواص

(۱۶) ایک روز علیؑ اپنی جوتی سی رہے تھے، ابن عباس نے عرض کی: ''ایسی بے حقیقت جوتی کو آپ کس لئے سی رہے ہیں؟'' فرمایا: ''میری یہ جوتی تمہاری دنیا سے بہتر ہے۔''

(۱۷) ابونعجہ نے ایک روز ان کے موٹے اور کم حقیقت لباس پر ٹوکا۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا لباس انسان کو تکبر سے روکتا ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسا ہی لباس پہنیں۔''(۱)

(۱۸) کسی نے ایک ترنج خدمت علیؑ میں پیش کیا۔ امام حسینؑ نے لے لیا، علیؑ نے چھین کر لوگوں پر تقسیم کر دیا۔(۲)

(۱۹) علیؑ جاڑے کی شدت سے کوفہ میں کانپ رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کی: ''بیت المال سے کپڑا آپ کیوں نہیں لیتے؟'' فرمایا: ''قسم بخدا مدینہ سے جو چادر لایا تھا وہی میرے پاس ہے۔''(۳)

(۲۰) بیت المال میں جب روپیہ جمع ہوتا، علیؑ فقراء کوفہ کو جمع کر کے سب تقسیم کر دیتے اور اپنے ہاتھ سے بیت المال میں جھاڑو دے کر دو رکعت نماز بجالاتے۔(۴)

(۴۲)

علیؑ مثیل مسیحؑ ہیں عبادت میں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو شخص چاہے عیسیٰ نبی کی عبادت وطاعت کو دیکھے، وہ علیؑ کو دیکھ لے۔''(۵) مسلمان رسولؐ کی تصدیق کر سکتا ہے۔ لیکن ایک عیسائی کو کیا غرض جو بغیر تطبیق واقعات مان لے۔ لیکن انصاف سے نظر کرو، مسیحؑ کی طاعت الٰہی ایسی تھی جس میں ماسوی اللہ کا گذر نہ تھا۔ اسی لئے اصطلاح نصاریٰ میں وہ خدا کے بیٹے کہے گئے، اور یہی مسیحؑ کی تعلیم تھی کہ ہر ایک اپنے کو خدا کا فرزند تسلیم کرے۔ جس کی یہ تعلیم ہو، اس کی نظر میں سرمایہ کا فرزند ملعون ہے، حکومت کا فرزند ملعون ہے، فوج کا فرزند ملعون ہے، قوت و مادیت کا فرزند ملعون ہے۔

---

(۱) مسند احمد، تذکرہ خواص (۲) ربیع الابرار، تذکرہ خواص (۳) مسند احمد (۴) تذکرہ خواص

(۵) مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید

علیؑ کے زہد، عبادت، طاعت الٰہی کو تاریخ وسیر کی کتابوں میں پڑھو، جو ٹڈی کے منہ سے سنبر پتّی چھیننے کو ظلم بتا دے اور اپنے کو درگارہ خدا میں جواب دہ سمجھے، جو ظلم کے بارے میں فرمائے کہ ظلم بستیوں کو اجاڑ دیتا ہے، جو حکومت کے نشہ کو شراب کے نشہ سے تعبیر فرمائے، جو قناعت کی زندگی کو شاہی زندگی پر ترجیح دے، جو مال وحکومت کو علم کا محکوم بتائے، جو ظلم سے غلبہ حاصل کرنے والے کو مغلوب بتائے، ان کھُلے فتووں کے مقابل میں سرمایہ داری لعنت ہے، حکومت لعنت ہے، فوج لعنت ہے، قوت ومادّیت لعنت ہے، الفاظ کا الٹ پھیر ہے، طرزِ ادا مختلف ہے، لیکن مسیحؑ وعلیؑ کا ایک مشن ہے۔ ایک کو عبادت وطاعت کر کے خدا کا فرزند بننے پر فخر اور دوسرے کو خدا کا بندہ بننے پر فخر اور دوسروں کو بندۂ خدا بنانے پر فخر ہے۔ لوگوں کی پسند پر موقوف ہے، فرزندی اور غلامی دونوں میں کون سی چیز اطاعت وفرمابرداری کے لئے زائد موزوں ہے۔ خدا کا بندہ حکومت کا بندہ نہیں ہوسکتا، خدا کا بندہ سرمایہ کا بندہ نہیں ہوسکتا، خدا کا بندہ مادیت وعسکریت وقوت کا بندہ نہیں ہوسکتا۔ علیؑ کو اپنی زندگی پر ناز ہے، جس کو وہ اپنے عمل سے، اپنے اقوال سے ثابت کرتے ہیں۔

(۴۳)

علیؑ اور مسیحؑ کی ایک اور مماثلت

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''میری امت میں علیؑ حضرت عیسیٰؑ کی نظیر ہیں۔ محبت علیؑ میں افراط کرنے والے (غالی ونصیری وغیرہ) جہنم میں جائیں گے اور دشمنی میں بھی۔ (قبیلے) عیسیٰؑ کے دشمن یہودی اور دوستوں میں عیسیٰؑ کو شریک خدا بنانے والے نصاریٰ جہنمی ہیں۔ (۱)

(۴۴)

علیؑ وحواری مسیحؑ

دیکھو عیسیٰؑ کے حواریوں نے مسیحؑ کو پکڑوا دیا اور گرفتاری کے بعد سب نے مسیحؑ کا انکار

---

(۱) نزول (القرآن) ابونعیم

کر دیا۔لیکن محمد مصطفی کا سچا حواری اور شاگرد رشید کسی لڑائی میں رسولؐ کو چھوڑ کر نہیں بھاگا۔شبِ ہجرت رسولؐ کے بستر خواب پر سوئے اور رسول کی جان کفار سے بچائی۔رسولؐ جب مکہ کی گلیوں سے گذرتے، کفار قریش کے بچے ڈھیلے مارتے، علیؑ باوجود صغر سنی جھولی میں اپنی پتھر بھرے ہوئے رسولؐ کے ساتھ رہتے اور کفار قریش کے پتھروں کا جواب پتھروں سے دیتے تھے، اسی لئے علیؑ کا نام ''قضم'' ہو گیا تھا۔

(۴۵)

منزلت ہارونی

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو موسیٰؑ نبی سے ہارونؑ کو تھی، لیکن میرے بعد نبی نہ ہوگا۔''[۱] ہارونؑ وصی و وزیر و قوت بازو و شریک نبوت جناب موسیٰؑ تھے۔دیکھو قرآن کو۔علیؑ کو بھی رسولؐ سے وہی نسبت ہے۔

(۴۶)

علیؑ و رسولؐ

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔''[۲] رسولؐ اور علیؑ کی موت و حیات خدا کے لئے ہے۔لہٰذا مطلب یہ ہے کہ رسولؐ رسالت الٰہی کے لئے ہیں اور علیؑ ولایت الٰہی کے لئے ہیں اور ہر ایک ان میں کا ایک دوسرے کے لئے ہے۔

(۴۷)

علیؑ و رسولؐ میں فرق نہیں ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جس نے مجھ میں اور علیؑ میں فرق کیا، اس نے خدا سے فرق کیا۔''[۳]

---

(۱) مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب ابن مغازلی، فردوس، مناقب خوارزمی، مناقب فاخرہ، فضائل سمعانی، فرائد السمطین، فصول المہمہ، مطالب السئول، شرح ابن ابی الحدید

(۲) مسند احمد، صحیح بخاری، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، فردوس، جمع بین الصحاح الستہ (۳) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین

تعلیم وتربیت وہدایت وتبلیغ علیؑ ورسولؐ کی جب ایک ہے، تو فرق نہ رہا۔

(۴۸)

اذیتِ علیؑ اذیتِ رسولؐ ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔ (۱)

(۴۹)

شریک رسولؐ

محققین یورپ نے طے کردیا ہے کہ دنیا کی تمام مذہبی شخصیتیں جتنی بھی ہیں ان میں سب سے زائد کامیاب محمدؐ ہیں۔ (۲) حضرت محمدؐ سے پہلے عرب کی فضا مذہبی اصلاح کے لئے ایسی ناموزوں تھی جیسے کہ کسی سیاسی اتحاد یا قومی احیاء کے لئے مخالف تھی۔ عرب کے مذہب کی بنیاد گہری بُت پرستی پر تھی جس میں زوال پذیر ہونے کا شائبہ بھی نہ تھا۔ (۳) محمدؐ تین چیزوں کے بانی ہیں:- ایک قوم، دوسرے مملکت، تیسرے مذہب۔ (۴)

ایک چیز کا بانی ہونا اور کامیاب رہنا بڑا کام ہوتا ہے، نہ کہ تعمیر قومی، تعمیر ملکی، تعمیر مذہبی، جو تینوں عمرانیات کی سنگ بنیاد ہیں۔ تینوں تعمیروں میں رسولؐ کا شریک کار ابتداء سے اور اُس قائد اعظم کا اگر کوئی جنرل تھا، تو علیؑ ہی تھے، خود رسولؐ فرماتے ہیں: ''دین اسلام کی نشوونما خدیجہؐ کے مال اور علیؑ کی تلوار سے ہوئی۔''

(۵۰)

علیؑ مثیل رسولؐ ہیں

تمام عالم کے مصلحوں کے دیکھو دنیا کے مذاہب کے موحدوں کو دیکھو، تمام عظیم المرتبت

---

(۱) مسند احمد، تذکرہ خواص (۲) انسائکلو پیڈیا (پرنس/ برٹینکا) (۳) (سرولیم) میور (۴) لورسوتھ السمتہ

ہستیاں بلاجدوجہد اس بات میں کامیاب نہیں ہوئیں کہ اپنی زندگی کو اپنے مقلدین کے لئے کامیاب نمونہ بنائیں، بخلاف رسول اکرمؐ کے جو پیدائش سے بعثت تک اور بعثت سے وفات تک اپنی خانگی زندگی اور اپنے مصلح عالم بننے کے وقت کی زندگی میں یکساں حیثیت رکھتے تھے۔ ان کو اپنے مقلدین کے لئے اپنی زندگی کو کامیاب زندگی کے قالب میں ڈھالنا نہ پڑا تھا، ان کے ماحول میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے آپ کی روحانی تعلیم کو تقویت پہنچتی۔ نہ فضا ایسی، نہ معاشرت ایسی، نہ مجلسی زندگی ایسی تھی بلکہ خود آپ کی زندگی صداقت اور ایمان سے معمور تھی اور کسی بات میں ماحول سے استفادہ نہ تھا۔ اسی لئے آپ امی لقب ہوئے اور ناچار کہنا پڑے گا کہ خدا کے لکھائے پڑھائے علم لدنی سے معمور تھے۔ بجنسہ یہی حالت ان کے اوصیاء کی، حضرت علیؑ سے لے کر تا امام محمد مہدی عجل اللہ فرجہ کی تھی۔ جو پیدائش سے لے کر وفات تک یکساں ومتوازن زندگی کے مالک رہے، جس میں کسی تنقید ونکتہ چینی کی گنجائش نہ تھی، اس لئے یہ ہستیاں پیدائش سے معصوم، روحانیت وایمان میں کامل اور بارہویں امامؑ رسولی صفات کا آئینہ ومظہر ہیں۔ اسی کو رسولؐ نے فرمایا تھا: ''ہمارا پہلا محمد اور آخری ہمارا محمد اور وسطی ہمارا محمد اور کل ہمارے محمد ہیں۔'' اور جناب امیرؑ سے فرمایا: ''تمہاری لڑائی میری لڑائی ہے اور تم سے صلح مجھ سے صلح ہے اور تمہارا بھید میرا بھید ہے۔ تمہارا اعلان میرا اعلان ہے۔ جو تیرے در سے دور ہے وہ میرے در سے دور ہے۔ تو میرے در کا دروازہ ہے۔ تیرا خون میرا خون، تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ سچ تیرے ساتھ اور تو سچ کے ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پر ہے۔ (۱)

(۵۱)

اسلام کا ہیرو

آفرینش عالم سے اب تک ادوار تاریخی میں ہم ہیروز کی طولانی فہرست پاتے ہیں اور

---

(۱) ارجح المطالب

قابل احترام سمجھتے ہیں۔لیکن ہمارا ہیرو عجب شان کا ہے۔

ہیروز میں ہم فہرست ان ہیروز کی دیکھتے ہیں جنھوں نے معاشرتی جکڑ بندیوں سے خود کو چھڑایا اور پہاڑیوں کی چوٹیوں، تنگ وتاریک گھاٹیوں وحشتناک صحراؤں میں بسر کیا۔ ان کے دامن حقوق الناس کی پامالی، خودغرضی اورافادیت وقطع رحم کے بدنما داغوں سے بچ نہیں سکتے۔ انھوں نے نفسانی کمالات، ریاضت رہبانیت سے کچھ بھی حاصل کئے ہوں، خلق اللہ ان کے فیوض سے محروم رہی۔ اسلام کو یہ طریقہ پھوٹی آنکھوں نہ بھایا اور "لَارُھْبَانِیَّةَ فِی الدِّیْنِ" سے زجروتوبیخ کی گئی۔

ایک گروہ ہیروز کا ایسا ہے جو روحانیت سے بیگانہ، خالق ومخلوق کے رشتہ سے بے خبر، اپنی دماغ سوزیوں اور جانکاہیوں سے جس نے حقائق فطرت واسرار عالم میں موشگافیاں کیں اور فلسفۂ کائنات کی بنیاد ڈالی، بیشک وہ بھی محسن قوم تھے۔لیکن ان کی ذہانتیں، جدتیں زمانے کی کہنگی کے ساتھ کہنہ اور فرسودہ ہوگئیں۔ آنے والی نسلوں نے ان کی تحقیقات کی غلطیوں کا مضحکہ اُڑایا، ان کی تمام کاوشیں یک رُخی روحانیت سے بے بہرہ، مادیت پرستی کے سوا خالق سے بے بہرہ ونا آشنا تھے۔

ایک گروہ ایسا بھی ملتا ہے جس نے اپنی تلوار کے کرتب دکھا کر عالم میں شہرت حاصل کی ملکی فتوحات اور جوع الارض میں چاردانگ عالم میں مشہور ہوئے۔ ان کی خوں آشامی ان کا طرۂ امتیاز ہو کر ہوا وہوس کا دیوتا بن گیا۔

ہمارا ہیرو علیؑ وہ ہے جو صدق وعدل کی کان، جس کا حسنِ عمل کے ساتھ علم دائمی اتصال رکھنے والا، حقوق الٰہی کا عارف، حقوق عباد کا نگہبان، جس کا دامن خودغرضیوں اور گناہوں کے داغ سے پاک۔ ریاضت الٰہی و طاعت خداوندی میں فنافی اللہ، جس کے پیکر نورانی کا ایک رخ دنیا والوں کی طرف تھا، دوسرا رخ خالق کی طرف۔ ایک طرف پیشوائے قوم وحاکم ملک ملکی، مالی، تمدنی، معاشی، معاشرتی، اقتصادی زندگی کی رہبری کرتا تھا، دوسری طرف عشق الٰہی سے چور، محبت خدا سے بھرپور، الٰہیات کا حکیم، توحید کا نقیب، رسالت کا مبلغ، یاد الٰہی میں ہر آن مشغول، تمام دن دادخواہی

میں مخلوق کی بسر کرتا، حقوق ناس کی حفاظت کرتا، محتاجوں، تباہ حالوں کی دست گیری کرتا، بیت المال میں جو پیسہ جمع ہوتا فقیروں پر لٹا دیتا، ملکی انتظامات کے دستور العمل، صوبوں کے گورنروں کو پہنچاتا، روم وشام کے وفدوں کو باریاب کرتا، حکام مملکت کی خبر رکھتا، رعایا کی دادرسی کرتا، یتیموں، بیواؤں کو کاندھے پر لادکر کھانا پہنچاتا، یہود و نصاریٰ و مجوس و دہریوں کے سوالوں کا جواب دیتا، مجمع اصحاب میں علوم حکمیہ وفلسفہ کے دریا بہاتا، منبروں، مسجدوں، راہوں میں کھڑے ہوکر اخلاق واحکام الٰہی کی تبلیغ کرتا، راتوں کو محراب عبادت اور میدانوں میں تڑپ تڑپ کر اپنے معبود کی درگاہ میں تضرع وزاری کرتا، خود بھوکا رہتا، پیٹ پر پتھر باندھتا اور جب بھوک زائد ستاتی تو یہ کہہ کر تسکین دیتا: ''کیونکر سیر ہوجاؤں جب کہ میرے گرد لوگ بھوک سے تلملا رہے ہیں۔'' میدان جنگ میں جب پیر دھرتا تو موت کا نقشہ کھینچ دیتا۔ علیؑ کی زندگی کی تاریخ کو جانچو۔ غلو اور علیؑ پرستی نہیں ہے۔ تم کو معلوم ہوگا کہ علیؑ تخت حکومت پر عادل وحق شناس بادشاہ ہے۔ مسند قضا پر بے لاگ جج، میدان جنگ میں صف شکن وغازی۔ بزم سیاست میں موسس اساس سیاست، تمدن ومعاشرت کا مصلح۔ لیگ آف نیشنس کا پریسیڈنٹ، بوریہ پر فقیر، محراب عبادت میں شب زندہ دار، یہودیوں کے باغ میں مزدور، حلقۂ اصحاب میں حکیم وفلاسفر، مسند خلافت پر نبیؐ کی تصویر، مریضوں کے حلقہ میں تیماردار، فیلسوفان عالم کی جان، حقائق الٰہی کا رازدان، ایمان کے قلمرو میں مفتی بھی مجاہد بھی، اور ان میں سے ہر فن میں مانی ہوئی یکتائی۔ وہ کون سا شعبہ زندگی ہے جس میں علیؑ نے علوم کے دریا نہیں بہائے۔ غرض کہ ہیرو آف اسلام سرتاج ہیروز ہے۔

(۵۲)

رام چندر جی اور علیؑ

بیشک رام چندر جی کی بے مثال قناعت، اطاعت والدین و مستقل مزاجی تاریخ میں یادگار ہے۔ باوجود اس کے ہزاروں بندگان خدا کو نذر آتش کرادیا، وہ بھی ایک جانور کے ہاتھوں۔

علاوہ اس کے ''سروپ نکھا (راون کی بہن) کے معاملے میں غصہ میں آکر لچھمن جی کی ناک کٹوالی۔[۱] لیکن علیؑ کی سوانح عمری میں ایک واقعہ بھی ایسا نظر نہیں آتا، بلکہ ان کا تحمل نفس ایسا قوی ہے کہ دشمن قوی کو زیر کر کے سینہ پر چڑھتے ہیں اور وہ علیؑ کے منہ پر تھوک دیتا ہے، آپ سینہ سے ہٹ جاتے اور فرماتے ہیں کہ تیرا قتل حکم خدا کے مطابق کرنا چاہتا تھا اور اپنے نفس کی شرکت منظور نہیں ہے۔ بقول مولانا روم

اوخیو انداخت بر روئے علیؑ　　افتخار ہر نبی و ہر وصی علیؑ

(۵۳)

سری کرشن مہاراج اور علیؑ

سری کرشن مہاراج کا صادق الوعد ہونا زبان زد خلایق ہے۔ لیکن ''جیدر تھہ'' کے قتل میں ''دریودھن'' اور دوسرے سرداروں کو دھوکا دے کر ''ارجن'' کے ہاتھوں قتل کرادیا۔[۲] مگر علیؑ نے سیکڑوں معرکے بہ نفس نفیس سر کیے۔ کوئی تاریخ نہیں بتاسکتی کہ کسی کو دھوکے سے قتل کیا ہو۔ انتہا یہ ہے کہ کسی دشمن پر کبھی پشت سے حملہ نہیں کیا۔ بھاگنے والوں کا کبھی پیچھا نہیں کیا۔

(۵۴)

مہاتما بدھ اور علیؑ

مہاتماجی نے ترک دنیا کے بعد نیک کام کرنے کی تعلیم دی اور رحم و کرم کا سبق دیا۔ لیکن ان کا یہ فلسفہ عملی دنیا کے لئے ایسا مشکل ہوگیا کہ ''بھکشک بھکشکی'' گداگری کی صورت میں نمودار ہوا۔ لیکن علیؑ کی ترک دنیا نے خلقت خدا کے لئے دین و دنیا کے برابر سے دروازے کھول دیئے اور یہ سبق دیا کہ خود تکلیف اُٹھاؤ لیکن دوسروں کے لئے ہر قسم کی ترقی کے اسباب مہیا کرو۔ تجارت، فلاحت، زراعت اور ہر قسم کی پیشہ وری و کسب و کاسبی کی ترغیب دی۔ رہبانیت و گداگری کی بدعت

---

(۱) رامائن مہاپن کانڈ، ۸ (۲) مہابھارت یدھ پرب ادھیای ۳۰۲

کو حسب شریعت روکا۔

(۵۵)

علیؑ امانِ اہل زمین ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''میرے اہلبیتؑ امان ہیں اہل زمین کے لئے۔''[۱] بیشک حاملان وحی الٰہی و واقفان قوانین بقاء صالح کی ہر زمانے میں ضرورت ہے تاکہ مخلوق کی کشمکش حیات میں حفاظت کے صحیح اصول بتائے، الٰہی مرضی پر قوم کو چلا سکے، جیسا کہ گیتا کا مشہور قول ہے: ''جب کبھی مذہب اور قانون خطرے میں ہوتے ہیں، تو خدا دنیا میں کوئی راہبر بھیجتا ہے۔'' خدا نے انسانیت کی قدرتی مقصد کی تکمیل کے لئے نبیؐ کریم کو پیدا کیا اور باطل کے مقابل میں حق کی آواز بلند رکھنے کے لئے اور حفاظت دین کے لئے علیؑ اور ان کی اولاد کو منتخب کیا جو موجب امان اہل زمین ہیں۔

(۵۶)

علیؑ نفس رسولؐ ہیں

خدا نے بنی نجران کے مباہلہ میں علیؑ کو نفس رسولؐ قرار دے کر بھیجا اور قرآن نے ''انفسنا وانفسکم'' کہہ کر اس کا ذکر کیا۔[۲] اور رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ میرا نفس ہے اور بمنزلہ میرے سر کے ہے۔[۳]

(۵۷)

خدا و ملائکہ کا علیؑ پر درود

قرآن مجید میں ہے ''اِنَّ اللّٰہَ وَملاَئِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَااَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

---

(۱) مسند احمد، فرائد السمطین (۲) صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، حلیۃ الاولیا، فصول المہمہ، صحیح ترمذی

(۳) مسند احمد، مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فضائل صحابہ سمعانی، شرح ابن ابی الحدید

صَلُّوا عَلَیهِ وَ سَلِّمُوا تَسلِیمًا" خدا اور ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں، مومنوں کو بھی درود بھیجنا چاہئے۔ رسولؐ کا درود کا طریقہ بتایا ہے، جس میں اپنی آل کو بھی شامل کیا ہے اور جس کے بغیر نماز جیسا رُکنِ دین صحیح نہیں ہوسکتا۔[1] رسولؐ کے مرض میں امامت والی روایت اگر صحیح بھی ہو اور امامت سے معزولی کی روایت کو پس انداز بھی کر دیا جائے، تو یہ امامت خلافت کی دلیل بن جائے اور جس درود کے بغیر نہ مقتدیٰ کی نماز صحیح ہو، نہ مقتدیوں کی، وہ آل خلافت سے محروم رہے۔

(۵۸)

علیؑ خیر البریہ ہیں

قرآن مجید میں ہے "اِنَّ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ اُولٰئِکَ هُمْ خَیرُ البَرِیَّةِ۔" جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کرتے ہیں وہ خیر البریہ ہیں۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: خیر البریہ علیؑ ہیں۔[2]

(۵۹)

علیؑ کا مرتبہ رسولؐ کے نزدیک

مکرر رسولؐ خدا نے فرمایا: "علیؑ میرے بعد خیر البشر ہے، علیؑ خیر العرب ہے، خیر الامت ہے، خیر الناس ہے، خیر البریہ ہے، علیؑ تمام بنی ہاشم میں بہتر ہیں، علیؑ سید المومنین ہے، علیؑ قائد الغر المحجلین ہے، علیؑ سید الوصیین ہے، علیؑ سید العرب ہیں، علیؑ سید الاوصیاء ہیں، علیؑ خاتم الوصیین ہیں، علیؑ سید دنیا و آخرت کے ہیں، علیؑ سید الخلائق ہیں، میرے بعد۔"[3]

---

(۱) تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر کبیر، مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء، فردوس، مناقب سمعانی

(۲) فیما نزل فی القران فی علی علیہ السلام نزول القران ابوبکر، مناقب خوارزمی، شواہد التنزیل، مقاتل ابن سلیمان، حلیۃ الاولیا، اربعین

(۳) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، حلیۃ الاولیاء، مسند احمد، معجم طبرانی، تاریخ خطیب، فردوس

(۶۰)

علیؑ کی خیرات پر مدح

علیؑ کے پاس چار درہم کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ نے ایک صبح کو خیرات کیا، ایک شب کو، ایک پوشیدہ خیرات کیا، ایک علانیہ، خدا نے قرآن مجید میں اس کی مدح کی: "اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔"(۱)

(۶۱)

رسولؐ کے مشورے کے لئے صدقہ

ایمان صحابہ کی جانچ کے لئے خدائی حکم ہوا۔ "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَۃً" جب رسول سے مشورہ کیا کرو تو ایک درہم پہلے صدقہ دیا کرو، بجز علیؑ کے کسی نے اس پر عمل نہ کیا۔(۲)

رسولؐ کے مشورے کی قیمت ایک درہم بھی نہ سمجھی گئی۔ حکم خدا اور رسولؐ پر ایمان صحابہ کا امتحان تھا۔

(۶۲)

علیؑ شاہد رسولؐ ہیں

قرآن مجید میں ہے۔ "فَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ" رسولؐ خدا نے فرمایا: "علیؑ شاہد ہیں۔"(۳)

---

(۱) مناقب خوارزمی، تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، فصول المہمہ، حلیۃ الاولیاء، مناقب ابن مغازلی، شرح ابن ابی الحدید، تذکرہ خواص

(۲) مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، تفسیر ثعلبی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء، شرح ابن ابی الحدید

(۳) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تفسیر ثعلبی، تفسیر واحدی، تفسیر طبری، حلیۃ الاولیاء، خصائص نظیری، مناقب ابن مغازلی

(۶۳)

علیؑ کو طلحہ و عباس پر فضیلت

طلحہ کلید داریٔ کعبہ اور عباس سقایۂ حاج پر باہم مفاخرت کرر ہے تھے۔ اس مادی مفاخرت کو دیکھ کر علیؑ نے روحانی مفاخرت کی، اپنی نماز گذاری وایمان باللہ اور ایمان روز جزاء اور جہاد فی سبیل اللہ پر فخر کیا، خدا نے افتخار علیؑ پر تصدیق کی مہر لگائی اور فرمایا: ''أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ۔''[۱]

(۶۴)

علیؑ کو ازواج نبی کے طلاق کا اختیار

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''یا علیؑ! میں نے تم کو اختیار دیا ہے اور وکیل کیا ہے میری جس عورت کو چاہو طلاق دے دو میں اس کا نام دفتر ازواج سے خارج کردوں گا۔'' ام المومنین عائشہ کہتی ہیں میں ہمیشہ علیؑ سے ڈرتی تھی کہ کہیں مجھ کو طلاق نہ دے دیں۔[۲]

(۶۵)

تبلیغ سورۂ براءت

رسولؐ خدا نے جناب ابوبکر کو سورۂ براءت کی تبلیغ کے لئے اہل مکہ کے پاس بھیجا۔ پھر بحکم خدا ان کو معزول کر کے راستہ سے پلٹایا اور علیؑ کو مامور کیا، جنہوں نے کفار قریش کو جا کر سورہ سنایا۔[۳]

---

(۱) تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح نسائی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء فصول المہمہ (۲) روضۃ الاولیاء

(۳) مناقب خوارزمی، صحیح بخاری، مسند احمد، تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ، خصائص نسائی، صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء، فضائل الصحابہ، تفسیر دُرمنثور، عمدۃ القاری، نزلل الابرار، تاریخ طبری، مستدرک، جمع الجوامع، تاریخ کامل

(۶۶)

علیؑ کے کان حقائق کے سننے والے ہیں

قرآن مجید میں ہے: "وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَاعِيَةٌ" رسولؐ خدا نے دعا فرمائی خداوند علیؑ کے کانوں کو سننے والا قرار دے۔ جو سنے وہ یاد رہے اور اشتباہ نہ ہو۔ (۱)

(۶۷)

صالح المومنین

قرآن مجید نے علیؑ کو صالح المومنین قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: "فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ" (۲)

(۶۸)

ایفائے نذر پر خدائی تعریف

حسنین علیہما السلام بیمار ہوئے۔ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ نے نذر کی کہ صحیح ہونے پر ہر ایک تین تین روزے رکھیں گے۔ سب نے روزے رکھے بلکہ روزہ پر روزے رکھے۔ تین روز تک سب نے فاقہ کیا اور روٹی سب نے اپنی اپنی سائل و یتیم و مسکین کو اُٹھا دی۔ خدا نے اس نذر کی مدح میں "ویوفون بالنذر" کا آیہ نازل کیا۔ (۳) لا آف نیچر (قانون فطرت) یہ ہے کہ ہر ذی روح کو بھوک لگے، علیؑ و آل علیؑ نفس کشی کرتے اور قانون الٰہی کا لحاظ کرتے ہوئے ہر بھوکے اور پیاسے کو سیراب کرتے ہیں، خواہ وہ دشمن ہی ہو جیسے ابن ملجم قاتل کو بھی شیر سے سیراب کیا۔

---

(۱) مناقب خوارزمی، تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء، شرح ابن ابی الحدید، فصول المہمہ (۲) تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء

(۳) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید

(۶۹)

علیؑ کے گھر میں تارے کا نزول

عہد رسولؐ میں ایک تارہ ٹوٹا رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جس گھر میں یہ تارہ گرے گا، میرے بعد وہ میرا خلیفہ ہے۔'' سب نے دیکھا کہ وہ تارہ علیؑ کے گھر میں گرا۔ خدا نے قرآن مجید میں اس کی خبر دی۔ ''وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی''[۱] کسی شہاب ثاقب کا گرنا کب محال ہے جب کہ کشش ارضی (Gravitation) سے ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اور رسولؐ کا پہلے سے خبردار ہونا اور اس کو اپنے وصی کی خلافت کا نشان قرار دینا معجزہ ہے۔

(۷۰)

علیؑ کے جہاد کی تعریف

خدا نے علیؑ جہاد کو میدان جنگ میں اور ان کے ثبات قدم کو سیسہ کی دیوار سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن میں ہے: ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔''

(۷۱)

علیؑ و فاطمہؑ دریائے رحمت ہیں

قرآن مجید میں ہے: ''مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ۔'' رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ و فاطمہؑ دو دریا ہیں جس کا قرآن میں ذکر ہے۔''[۲]

(۷۲)

بے شمار فضائل علیؑ

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ کو خدا نے بے شمار فضائل عطا کئے ہیں۔''[۳]

---

(۱) مناقب ابن مغازلی (۲) فصول المهمہ، تفسیر ثعلبی، مناقب فاخرہ (۳) مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید

(۷۳)

علیؑ کا حق امت پر

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ کا حق امت پر ایسا ہے جیسے باپ کا اولاد پر حق ہوتا ہے۔(۱)

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: ''میں اور علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں۔(۲)

(۷۴)

اصحابِ کہف سے باتیں

اصحاب کہف نے علیؑ پر سلام کیا اور باتیں کیں۔(۳)

(۷۵)

مسجد کے دروازے علیؑ کے لئے کھُلے رہے

رسولؐ خدا نے تمام اصحاب کو مسجد سے نکلوا دیا اور سب کو گھر کے دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا اور فرمایا حکم خدا یہی ہے کہ بجز علیؑ سب کے دروازے بند کر دیے جائیں، یہاں تک کہ روشن دان تک رکھنے کی ممانعت کر دی جناب عمر نے سوراخ رکھنے کی اجازت مانگی وہ بھی نہ ملی۔ جب زائد قیل وقال ہوئی تو رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مدینہ میں رہو یا شام چلے جاؤ۔ (شام عیسائیوں کا مرکز تھا، ایمان صحابہ پر بلیغ اشارہ) بجز علیؑ کسی کو اجازت نہ ملے گی۔(۴)

(۷۶)

بُت شکنی

فتح مکہ کے بعد رسولؐ خدا نے علیؑ کو اپنے کاندھوں پر چڑھا کر خانۂ کعبہ سے بُت گرائے۔(۵)

---

(۱) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، فردوس (۲) مناقب ابن شاذان (۳) مناقب ابن مغازلی، تفسیر ثعلبی

(۴) مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، فضائل الصحابہ، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، خصائص نسائی، مناقب فاخرہ، صحیح ترمذی، تذکرہ خواص، معجم، اوسط، فتح الباری، وفاء الوفاء، طبقات، حلیۃ الاولیاء، توضیح الدلائل، جذب القلوب

(۵) مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، مناقب فاخرہ، تذکرہ خواص

(۷۷)

علیؑ پر ملائکہ کا سلام

جنگ بدر میں ملائکہ نے علیؑ پر سلام کیا۔[۱]

(۷۸)

مشہور افلاک

رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ کی معرفت آسمان والوں کو اہل زمین سے زاید ہے۔[۲]

(۷۹)

رسولؐ کا قرضہ ادا کرنے والا

رسولؐ خدا نے فرمایا ہر نبی کا وارث ووصی ہوتا ہے۔ میرا وصی ووارث علیؑ ہے اور وہ میرے قرضوں کو ادا کرے گا۔[۳]

(۸۰)

قیامت میں علیؑ کو ندا

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''قیامت میں علیؑ کو پکارا جائے گا۔ اے صدیق، اے دال، اے عابد، اے ہادی، اے مہدی، اے فتی، اے علیؑ، تم اور تمہارے شیعہ بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔''[۴]

(۸۱)

قیامت میں سواری

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''قیامت میں صرف چار آدمی سوار محشور ہوں گے۔ میں اور صالح نبیؐ

---

(۱) مسند احمد (۲) مسند احمد، فتح المبین (۳) فتح المبین، مسند احمد، مناقب خوارزمی

(۴) مناقب خوارزمی

اور چچا حمزہ اور علیؑ بن ابی طالبؑ۔ [۱] پھر رسولؐ نے فرمایا قیامت میں علیؑ ناقۂ جنت پر سوار ہوگا۔ [۲]

(۸۲)

رسولؐ کی نظر میں خانۂ علیؑ کی عظمت

قرآن مجید میں ہے کہ "فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ" رسولؐ خدا نے فرمایا: اس آیت میں نبیوں کے گھروں کا ذکر ہے۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا کہ کیا علیؑ و فاطمہؑ کا گھر بھی اس میں شامل ہے۔ رسولؐ نے جواب دیا: "علیؑ کا گھر سب گھروں سے بہتر ہے۔" [۳]

(۸۳)

حامل لوائے حمد و ساقیٔ کوثر

رسولؐ خدا نے فرمایا: "قیامت کے روز علیؑ کے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگی اور حوض کوثر پر پیاسوں کو سیراب کریں گے۔" [۴]

(۸۴)

دیدار علیؑ کا اشتیاق

رسولؐ خدا نے علیؑ کو افسر فوج کر کے ایک لڑائی پر بھیجا اور دعا کی خداوند جب تک علیؑ کو صحیح وسالم نہ دیکھ لوں اس وقت تک مجھ کو موت نہ آئے۔ [۵]

(۸۵)

رسولؐ کی طرف سے قربانی کرنے والا

رسولؐ خدا نے علیؑ کو حکم دیا کہ عید الاضحیٰ میں میری طرف سے قربانی کرتے رہنا۔ علیؑ نے

---

(۱) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین (۲) صحیح حمیدی، صحیح مسلم، تذکرہ خواص (۳) تفسیر در منثور، مسند ابن مردویہ، النص الجلی

(۴) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین (۵) صحیح ترمذی، تذکرۂ خواص

اپنی آخری عمر تک دو مینڈھے رسولؐ کی طرف سے ہمیشہ قربانی کئے اور کسی نے بجز علیؑ قربانی نہیں کی۔[۱]

(۸۶)

ردِّ شمس

علیؑ نے نماز نہ پڑھی تھی، زانو پر رسولؐ کا سر تھا اور رسولؐ سو رہے تھے۔ بعد بیداری رسولؐ نے دعا کی اور علیؑ کی نماز کے لئے غروب کیا ہوا سورج پلٹا۔[۲] ردشمس کے فلسفہ کو ہماری کتاب ''رجعت شمس'' میں دیکھو۔

(۸۷)

علیؑ کو سورج سے آواز

علیؑ کی مدح میں تین مرتبہ سورج سے آواز آئی جس کو سب نے سنا۔[۳] تکلم وشعور آثار حیات سے ہیں، اور ایٹم وسالمات (Molecules) کے برقیہ (Electron) ذی روح ہیں، دیکھو ہماری کتاب ''عالم زر'' اور آفتاب معدن الکٹری سٹی (برقیات) ہے، اس کی برقی لہروں کا ذی روح وذی شعور ومتکلم ہونا اور آواز پیدا ہونا محال نہیں ہے۔ قوت برقیہ نے اس راز کو کھول کر بی سیمی تار برقی سے دور ونزدیک کا سوال بھی حل کر دیا ہے۔

(۸۸)

دامادئ رسولؐ کا شرف

سیدۃ النساء کی شادی بحکم خدا علیؑ کے ساتھ ہوئی انھیں کی اولاد اولادِ رسولؐ کہلائی۔

---

(۱) مسند احمد وتذکرہ خواص (۲) مناقب ابن شہرآشوب، من لایحضرہ الفقیہ، ثاقب المناقب، اعلام الوری، ارشاد مفید، مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، تذکرہ خواص، فرائد السمطین

(۳) عیون المعجزات، ثاقب المناقب، مناقب ابن شہرآشوب، مناقب خوارزمی

(۸۹)

علیؑ اور ان کے گیارہ فرزند وصیٔ رسولؐ ہیں

رسولؐ خدا نے بارہا فرمایا کہ علیؑ اور ان کے گیارہ فرزند میرے بعد میرے وصی ہوں گے۔ (۱)

(۹۰)

علیؑ و اولاد علیؑ خلیفۂ رسولؐ ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ اور ان کے بعد ان کے گیارہ فرزند میرے خلیفہ ہیں۔'' (۲)

(۹۱)

انگشتری دینے پر ولایت

سائل نے مسجد میں سوال کیا، علیؑ نماز میں مشغول تھے، حالتِ رکوع میں انگوٹھی دے دی، خدا نے بعد رسولؐ علیؑ کو ولی مومنین قرار دیا اور فرمایا ''اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۔ (۳)

(۹۲)

علیؑ اور ان کی اولاد امام ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میرے بعد علیؑ اور ان کی اولاد امام ہوگی۔ (۴)

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، مسند احمد، مناقب خوارزمی، تاریخ خطیب، شرح ابن ابی الحدید، فرائد السمطین، فصول المہمہ

(۲) مسند احمد، تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، فردوس، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تاریخ طبری، شرح ابن ابی الحدید، ینابیع المودۃ

(۳) تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب ابن مغازلی صحیح نسائی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، نزول القرآن ابونعیم، تذکرہ خواص، تفسیر کشاف، تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، معالم التنزیل (۴) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین

(۹۳)

علیؑ مقتدائے امت ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ اور میری اولاد کو مقتداء سمجھو۔ (۱)

(۹۴)

انبیاء نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''شبِ معراج میں نے انبیاء سے پوچھا تو سب نے کہا ہم تمہاری نبوت اور علیؑ کی ولایت پر مبعوث ہوئے ہیں۔'' (۲) بیشک ہر نبی کل انبیاء اور ان کے اوصیا کا عالم ہے۔ اس لئے ایک دوسرے کی اپنے بعد پیشین گوئی کرتا ہے۔ انبیاء نبیؐ آخر الزماں اور ان کے اوصیاء کو بھی جانتے تھے۔

(۹۵)

ولایت علیؑ کا سوال

قیامت کے روز خدا ولایت علیؑ کی لوگوں سے پرسش کرے گا۔ (۳)

(۹۶)

علیؑ سے جنگ کی نوعیت

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''یا علیؑ تم میرے وصی ہو، تم سے لڑائی مجھ سے لڑائی ہے اور تم سے آشتی مجھ سے آشتی ہے۔'' (۴) دوسری روایت میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو شخص علیؑ کی خلافت کے بارے میں لڑے، اس کو قتل کرو، کوئی بھی ہو۔'' (۵)

---

(۱) فرائد السمطین، مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید (۲) فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء

(۳) فردوس، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین (۴) مناقب خوارزمی، ینابیع المودۃ (۵) ینابیع المودۃ